لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۳ | کلکتہ: چہارشنبہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری | جلد نمبر ۲

Calcutta: Wednesday, April 2, 1913.

سلوٹمی تین آنہ

البطل الجليل والمدافع النبيل
الغازي شكري پاشا قائد ادرنه

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ٨ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

جلد ٢ — کلکتہ: چہار شنبہ ٢٤ ربیع الثانی ١٣٣١ ہجری — نمبر ١٣

Calcutta: Wednesday, April 2, 1913.

تلغـراف خصـوصـي

(قسطنطنیہ ٣٠ مارچ)

ادرنہ مسخر ہو گیا، دشمن کا قبضہ شہر پر نہیں ہوا، بلکہ کھنڈروں پر، اور غیر معمولي قرباني کے بعد - چارش

(قسطنطنیہ ٣١ مارچ)

ہاں تسخیر کي خبر صحیح، مگر غیر معمولي مدافعت کے بعد، دشمن کے نقصانات شدید ترین، چتلجا میں ہماري حالت اچھي، مصر میں سازش کے سامان ہو رہے ہیں - مصباح

اعتذار

— * —

حیران ہوں کہ میں کن لفظوں میں اپني اُس ندامت اور پریشاني کا اظہار کروں، جو گذشتہ نمبر کے صفحۂ فکاہات کو دیکھکر مجھپر طاري ہوئي، اور ایک امر جو ہوچکا ہے، نہیں سمجھتا کہ کیونکر اسکے اثر کو محو کردوں - میں دو ہفتے سے سفر میں ہوں، اور گذشتہ نمبر کا اکثر حصہ میري موجودگی میں مرتب ہوچکا تھا - میري عدم موجودگي میں ایک لغو نظم "شفاف" کے بے معني نام سے درج کردي گئي، جسکے اشعار کا وزن تک درست نہیں، اور ایک شعر بھي ایسا نہیں جو قابل اشاعت و اندراج ہو - رسالہ چھپکر شائع ہوا، تو میري نظر سے بھي گذرا - عرض نہیں کرسکتا کہ جس وقت اس نظم پر پہلي نظر پڑي، تو کس درجہ طبیعت کو اضطراب و رنج ہوا - سراسیمہ ہوکر رہگیا کہ کیونکر ہزاروں ناظرین الہلال کو اسي وقت اپني بے خبري کي اطلاع دوں !

نہایت شرمندگي کے ساتھہ ناظرین سے معافي خواہ ہوں کہ میري مجبوري پر نظر رکھکر معذرت کو قبول فرمائیں - غالباً یہ پہلا ادبي گناہ ہے، جو الہلال سے سرزد ہوا ہے، اور میري معذرت واضح ہے : و العذر عند کرام الناس مقبول

چاہتا ہوں کہ گذشتہ نمبر کا وہ صفحہ اس نظم کو نکالکر مکرر چھپوالوں، اور وہ الہلال کے ساتھہ شائع کردیا جاے، تاکہ اس صفحہ کو رسالے سے خارج کرکے اسکي جگہ یہ ورق لگادیا جاے - کم ازکم قائل تو محفوظ رہے گي -

(فقیر ابو الکلام)

فہرس

— * —

تلغـراف خصوصي

شـذرات ٢

مقـالۂ افتتـاحیہ

حـدیث الغـاشیہ ٤

مقـالات

انگلستان اور اسلام (٥) ٨

اخـلاق ١٠

مذاکـرۂ علمیـہ

الحیـاة ١٢

فہرست زراعانہ دولت علیہ اسلامیہ ١٣

ادبیـات

خلافت فاروقي کا ایک واقعہ ١٤

غـزل „

مراسـلات

تلغـراف خصـوصي ١٥

فکاہـات

لیک صـح سـوئ ابـل „

تصـويـر

— * —

شکري پـاشـا (صفحۂ خاص)

[بقیہ شذرات صفحہ ٣ کا]

پر شدید گولہ باري کي - بلغاریوں میں بے انتظامي پھیل گئي اور چھہ ہزار ترکوں نے سنگینوں سے مخالفانہ حملہ کرکے مقابل کے ڈھالو مقامات کے نیچے بلغاري فوج کا صفایا کردیا - ٤ ہزار بلغاري مقتول و مجروح ہوے - بلغاریوں کے لیے اب یہ ناممکن ہے، کہ وہ چتلجا کے خطوط مدافعت پر حملہ کریں - کیونکہ اس صورت میں ان کو اپنے میمنہ پر ترکوں کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہے -

شذرات

—○:*:○—

تسخیر ادرنہ

— * —

۲۷ - مارچ کي اولين تقسيم ميں ريوٹر نے ادرنہ پر بلغاريا کے کامل استيلاء کي خبر شائع کي ' دفتر سے اسي وقت متعدد تار قسطنطنيہ روانہ کيے گئے - جوابات آے ' مگر دير ميں ' اسي ليے ان تاروں کے جواب ميں تاخير ہوئي ' جو دفتر ميں بغرض دريافت حال موصول ہوے تھے - يہ جوابات صفحہ اولي ميں درج ہيں ' ريوٹر نے جو تار برقياں شائع کي ہيں - انکے بموجب روداد تسخير حسب ذيل ہے -

۲۵ مارچ ۱ بجے شب کو بلغاريوں نے ايک متحد الوقت حملہ عام کيا - ۳ بجکے ۵۰ منٹ پر غير معمولي پر جوش مقاومت کے علي الرغم بلغاريوں نے سنگينوں سے حملہ کيا ' اور مشرقي حصہ پيشين کے تمام آگے بڑھے ہوے مقامات اور قلعوں کے خط سے ٹھيک مشرق کي طرف کے تمام قلعہ بند نقطوں پر قابض ہوگئے - اس معرکہ ميں بلغاريوں نے برابر ميں توپيں ۴ زرہ کار اور ۳ سو آدمي گرفتار کيے -

اسي دن درراز لشکر چوکياں سرر انڈيري نامي ايک مقام پر جو (قلعوں کے خط سے قريباً ايک کيلومتر کے فاصلہ پر واقع ہے) پر قابض ہوگئيں - اسي دن ترک جنوبي مقامات سے بھي ہٹادیے گيے - ۲۶ کو حملے کي تياري ہوئي ' پہلے مويشيوں کے گلے بھيجے گئے ' گلوں کے بعد آہن پوش و سپر بردار سپاہي روانہ ہوئے ' قلعہ کي ديوار ۴۰ قدم بلند چٹان سے کاٹکے بنائي گئي تھي - ديوار چاروں طرف سے لوہے کے جال سے گھري ہوئي تھي ' بلغاري فوج نے اس جال کو کاٹنا شروع کيا ' رن پڑا ' سنگينوں تک نوبت پہنچي ' اور سخت گھمسان کي لڑائي ہوئي -

جنوب ادرنہ ميں سرويوں سے بلغاريوں کو بيحد مدد ملي ' سروي فوج کا پورا ايک ريجمنٹ کام آيا - آخري حملہ کے آغاز ميں بلغاري خس و خاشاک کي طرح کاٹے گئے اور ترکي مقامات (پوزيشنز) تک پہنچنے سے پہلے پوري پوري کمپنياں برباد ہوگئيں -

ترکوں نے سامان غذا ' گوداموں ' اسلحہ خانوں ' توپخانوں ' شفاخانوں ' اور بارکوں ' ميں آگ لگادي -

۲۶ کو ۲ بجے شکري پاشا نے جنرل اونف کے سامنے تلوار ڈالدي - صوفيا ميں بلغاري مرکز کو اطلاع دي گئي کہ اس معرکہ ميں ۱۱ ہزار بلغاري مجروح و مقتول ہوے ہزار عثماني گرفتار ہوے ۲۸ مشين گن اور ۶ سو ۵۰ مختلف قسم کي توپيں غنيمت ميں مليں -

نامہ نگار خاص (جسکو بلغاري فوج کے ساتھہ شہر ميں داخل ہونے کي اجازت دي گئي تھي) بيان کرتا ہے ' کہ صرف ۸۰ ميداني توپيں اس پہاڑي ٹيلے پر لگي ہوئي تھيں ' جو ادرنہ کے مشرق ميں واقع ہے اور قلعہ کو محيط ہے - لڑائي کے ميدان ميں دو اور تين ميل کے درمياني فاصلہ پر ۱۶۰ توپيں لگي ہوئي تھيں - صرف ايک روز ميں ۳۰ ہزار پھٹنے والے گولے پھينکے گئے ' جنہوں نے عملي طور پر تمام قلعوں کو نابود کرديا - بعد ميں داخلے کے بعد معلوم ہوا ' کہ يہ تمام قلعے اينٹوں کے بنے ہوے دوپينہ وکنہ گنبد ہيں ' جن پر مٹي کي استرکاري ہے - توپوں کے نصب کرنے کے ليے صرف زمين کھود کے جگہ بنالي گئي ہے - يہ ترکي افسانے تھے ' کہ جديد وضع کے زبردست قلعے بنے ہوے ہيں - اسکي مضبوطي کو سب سے زيادہ اہميت اسوجہ سے حاصل ہے ' کہ وہ قدرتي طور پر مضبوط مقام ہے - اگر بلغاري اصل حقيقت سے آگاہ ہوتے تو نامہ نگار استوار مقاومت کي وجہ بلغاريوں کي لا علمي ثابت کرنا (چاہتا ہے ' مگر يہ اسکا جہل يا تعصب ہے ' ورنہ خود عثماني تسليم کرتے ہيں ' کہ انکے حالات سے انکے دشمن ان سے زيادہ واقف ہيں ' اور کيوں نہ ہوں جب کہ افسر قلعوں کي تعمير ميں مزدوري کريں اور ايک ايک دوشے کو اپني آنکھہ سے بنتے ديکھيں - الہلال)

وہ اس مقام کو ' جو صرف ايک مورچہ بند فوجي کيمپ تھا ' تين مہينے قبل ہي سنگينوں سے فتح کر ليتے - شکري پاشا کے پاس وہ تمام توپيں بھي نہيں تھيں ' جنکي نسبت کہا جاتا تھا ' کہ انکے پاس موجود ہيں - جب دشمن کي فوج بلند مقامات کي طرف حملوں پر حملے کر رہي تھي ' تو شکري پاشا نہايت خوش اسلوبي سے اپنے توپخانوں کو ايک جگہ سے دوسري جگہ منتقل کرديتے تھے جس سے دشمن کو يہ معلوم ہوتا تھا کہ انکے پاس بہت توپخانے ہيں - جب بلغاري شہر ميں داخل ہوے ' تو انکو يہ بات ديکھکے سخت حيرت ہوئي ' کہ مويشيوں کے گلے شہر کے قريب کي چراگاہوں ميں چر رہے ہيں - قلعہ کي فوج اور شہر کي رعايا بھي پريشان نہيں معلوم ہوتي تھي -

---

اس تفصيل کے پڑھنے کے بعد اب آپ غور کريں ' کہ ۲۵ مارچ کو حملہ ہوتا ہے ' عثماني فوج غير معمولي جوش کے ساتھہ مدافعت کرتي ہے ' مگر با ايں دشمن کامياب ہوتا ہے ' اسکے بعد دو اور تين ميل کے درميان فاصلہ پر ۱۶۰ سڈتھہ توپيں گولہ باري کرتي ہيں ' جنميں سے صرف ايک قلعہ پر ۸۰ توپيں آگ برساتي ہيں - اسکے بعد دشمن کي فوج بڑھتي ہے ' اور آہني جال کاٹڈالتي ہے - اسکے بعد اور بڑھتي اور سنگينوں تک نوبت پہنچتي ہے ۱۲۷ دن کے محصورين ہمت و شجاعت کے ساتھہ مقابلہ کرتے ہيں ' بلغاري فوج کے ساتھہ سروي فوج بھي شريک ہے ' سروي فوج کے پورے ريجمنٹ کے ريجمنٹ اڑ جاتے ہيں ' بلغاري بھي خس و خاشاک کي طرح کاٹے جاتے ہيں ' مگر وہ آگے بڑھتے ہيں اور شہر پر قابض ہوجاتے ہيں - يہ تصوير جنگ کا ايک رخ ہے ' دوسرا رخ يہ ہے ' کہ قلعوں کي کائنات کہنہ گنبد ہيں ' توپوں کے رکھنے کے ليے زمين ميں گڑھے کھودے گئے ہيں ' توپوں کي تعداد ناکافي ہے ' مگر قائد اپنے حسن انتظام سے انکي تعداد کئي چند زيادہ دکھاتا ہے ' دشمن مقام پر مقام ليتا چلا جاتا ہے ' مگر جب دست بدست جنگ کا موقع آتا ہے ' تو عثماني فوج جوش کے ساتھہ مقابلہ کرتي ہے ' مگر ايسے اسباب جمع ہوجاتے ہيں ' کہ با ايں پر جوش مدافعت و مقاومت دشمن شہر ميں داخل ہوجاتا ہے -

اب سوال يہ ہے ' کہ عثماني فوج نے ۲۵ کو ۱ بجے شب سے ليکے ۲۶ کے ۲ بجے دن تک کي فيصلہ کن و خوفناک مدت ميں - جبکہ ہر دوسرا گھنٹہ پہلے گھنٹے سے زيادہ حوصلہ گسل اور ہمت سوز ہوتا تھا - ايک منٹ کے ليے پست ہمتي ' سرد جوشي ' اور خوفزدگي کا اظہار کيا ؟ کيا شکري پاشا نے شہر پر بلغاريوں کے استيلاء تام سے پہلے ہتيار ڈالے ؟ کيا اگر شکري پاشا ہتيار نہ ڈالتے تو شہر پر بلغاريوں کا قبضہ نہ ہوتا ؟ اور مختصراً يہ کہ کيا محصورين نے مقاومت کا کوئي دقيقہ اٹھا رکھا ؟

اگر ان تمام سوالات کے جوابات نفي ميں ہيں ' تو اب سوال يہ ہے ' کہ محصورين نے اس عہد کو پورا کيا يا نہيں جو انہوں نے بطل الطرابلس انور بے سے کيا تھا ؟

انسان کے اختیار میں صرف کوشش ہے' کامیابی اسکے حدود اختیار سے باہر ہے میدان جنگ میں ایک سپاهي کا اس سے زیادہ فرض نہیں ' که وہ جانبازي ' پامردي ' اور دانشمندي کے ساتھہ دشمن کا مقابله کرے ' اگر اس نے ایسا کیا ' تو مستحق آفریں ہے ورنہ سزاوار پاداش ' شکست ہو یا فتح '

اسلیے اگر مشاهیر و ابطال کي صف میں نیپولین اور عثمان پاشا بھی ہیں ' تو یقیناً مدافع جلیل غازي شکري پاشا بھي انکے دوش بدوش ہونگے -

---

یه تفصیل تمام تر صوفیا اور ایک نامه نگار کے بیان کي صورت ہے ' اور بیک نظر معلوم ہوجاتا ہے ' که اسوقت تک بلغاریوں کے عجز کي عذر جوئي اور فتح کي تفخیم و تعظیم کي کوشش کي گئي ہے ' لیکن با ایں اگر اسمیں مبالغه و اغراق کا عنصر اس حد تک نہیں ' که والعدم کا عنصر فنا ہوگیا ہے ' تو اس تسخیر سے ان معلومات کي تکذیب نہیں ہوتي ' جو الہلال کے صفحات میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں - ان تمام معلومات کا خلاصه دو عنوانوں کے تحت میں آسکتا ہے ایک عدم تسلیم کا معاهده اور دوسرے سامان کي کافي مقدار - امر اول کے متعلق هم ابھی تفصیل کے ساتھ لکھ آے ہیں - رہا امر دوم ' اسکے لئے آپ ایک بار پھر تفصیل تسخیر پر ایک غلط انداز نظر ڈالیں ' آپ کو اسمیں زائر خط مقامات میں ملیگا ' که محصورین نے سامان میں آگ لگادي ' جب محاصرین داخل ہوے تو اسوقت گلے چراگاہوں میں چر رہے تھے ' پس کیا یہ اس امر کي شہادت نہیں ' که سامان کي کمی نه تھي -

---

اس بحث میں سب سے آخري نقطه یه ہے ' که آیا وزارت سابقه کي راے صحیح تھي ؟ اور کیا انقلاب اور اجراے جنگ اتحادیں کی خود کامي یا خام کاري تھي ؟ ابھي اسباب تسخیر تاریکي میں ہیں ' جسقدر تفصیل آئي ہے وہ اجمال سے بھي کم ہے ' اسلیے اسکا صحیح جواب نہیں دیا جاسکتا ' مگر " آقاے کامل " کي مجوزہ نام نہاد قومي مجلس کي کارروائي (جو الہلال نمبر ٧ میں شائع ہو چکي ہے) کے پڑھنے کے بعد هم جس نتیجه پر پہنچے تھے ' وہ یہ تھا ' که مجلس کے فیصله صلح کي بنیاد دو امر پر ہے -

(٢) تاراج ایشیاء کا خوف

(١) مالي مشاکل کا نا قابل حل ہونا

پس اگر هم صحیح نتیجه پر پہنچے تھے تو هم کو اس کہنے میں کوئي تامل نہیں ' که با ایں تسخیر اتحادي وزارت کاملي وزارت سے نسبتاً کامیاب رہي -

محمود شوکت پاشا نے شمشیر کے قبضه پر ہاتھہ رکھا تو تاراج کي دهمکي دینے والے پھر ناطرفداري کے کمینگاہ میں روپوش ہو گئے اور مالي مشاکل کا انتظام - جو انگلستان ایسے دولتمند ' ملک کے پرستار ہونے کے باوجود کامل سے نہیں ہو سکا تھا - اس حد تک ہوگیا ' که واجب الاداء تنخواہیں بے باق کردي گئیں - اور دو ماہ تک جنگ جاري رہي اور ابھي ہے -

اگر یه صحیح ہے ' که ایک غیور شریف کے لئے حمله آور کو اپنے حرم کي حوالگي حرام ہے اور اسوقت تک مدافعت کرتے رہنا فرض ہے ' جب تک که اسکے قوي جواب نه دیدیں ' تو هم کہتے ہیں که ادرنه - وہ ادرنه جسکے چپه چپه پر اسلامي یادگارین کنده ہیں ' جہاں اسلام کے نامور و درخشاں فرزند مدفون ہیں ' اور سب سے آخر میں مگر سب سے مقدم یه که ' جو قسطنطنیه کي کنجي ہے - کي حوالگي (جو کامل چاهتا تھا) ترکوں کے لئے حرام تھي ' اور انکا فرض تھا ' که اسکي مدافعت اسوقت تک کریں جب تک که انکے امکان میں ہو (جیسا که اتحادي وزارت نے کیا) ادرنه کي تسخیر اسکی تسلیم سے بدرجہا زیادہ بہتر ہے کیونکه ایک سپاهي کے لیے میدان میں زخمي ہو کے گرفتار ہونا ' بے زخمی ہوئے ہتھیار ڈالدینے سے بہر حال اور بدرجہا بہتر ہے -

---

چتلجا

تسخیر ادرنه کے بعد چتلجا کے متعلق خبروں کي حالت تشویش انگیز تھي - عثماني ذرائع خاموش تھے - غیر عثماني ذرائع تمامتر شکست و هزیمت کي داستانسرائي کرتے تھے - ٢٥ مارچ کو صوفیا سے اطلاع دي گئي تھي ' که بلغاري آگے بڑھے ' دشمن پس پا ہوا ' اب بلغاري عثمانلي اور اینڈي و ڈیس کے درمیاني خط پر قابض ہیں - ٢٧ کو بلغاري سفارتخانے سے اطلاع دي ' که بلغاري شہر پر قابض ہوگئے - ٢٨ کو ریوٹر کو قسطنطنیه سے یه خبر ملي " که چتلجا میں جنگ ہوئي ' جسکا نتیجه ترکوں کے خلاف نکلا ' ابتداً وہ انتظام قائم رکھسکے " مگر آخر میں بے انتظامي پھیلگئي - معلوم ہوتا ہے ترک خوفزده ہوگئے ہیں ' ترکوں نے شہر ٢٦ هي کو خالي کردیا تھا " اسوقت وہاں ہیں ' جہاں وہ نومبر میں تھے - کسي سنگین بلغاري حمله کي علامت نہیں ' مگر انور بے کي محفوظ فوج پیشگاہ (درنت) بھیجدیگئي ہے - چتلجا پرجوش جنگ کے بیان میں مبالغه کیا گیا ہے - گذشته نصف ماہ میں چتلجا سے قسطنطنیه صرف ٥ سو زخمي آئے ہیں " - مگر ٣٠ کو خبروں کا رخ بدلگیا - قسطنطنیه سے سرکاري طور پر اطلاع دیگئي ' که دشمن نے بویکچکمجي کے آگے کے مقام پر قبضه کرلیا تھا ' مگر سخت نقصان کے بعد نکالدیا گیا اور عثماني فوج نے دوبارہ اس مقام پر قبضه کر لیا -

یه تار گو سرکاري تھا ' مگر معرکه کي اهمیت کے باب میں خاموش تھا ' یکم اپریل کو ریوٹر نے تفصیل شائع کي ' جس نے معرکے کي اهمیت اور اس جوش جنگ سے پردہ اٹھادیا ' جو عثماني فوج نے ادرنه کے همت شکن اور استقامت افگن سانحه کے بعد دکھائي ' تفصیل بجنسه درج ذیل ہے -

لندن یکم اپریل - ترکي فوج کے ساتھہ جو خاص نامه نگار بویکچکمجي کے معرکه کارزار میں موجود تھے انہوں نے اس جنگ کي مفصل خبریں بھیجي ہیں ' جن سے معلوم ہوتا ہے که یه لڑائي نه صرف نہایت شدید تھي ' بلکه چتلجا کے آینده کارناموں پر اس کا نہایت هي اهم اثر پڑے گا - بلغاریوں کا مقصد یه تھا ' که ترکي فوج جو حلیج چیکمجي کے مغربي جانب میں مرتفع میدان پر قابض ہے ' اس کا تعلق قلب جیش (اصلي بڑي فوج) سے ' جو چتلجا کے خطوط مدافعت پر موجود ہے ' منقطع کردیں - ٢٥ - مارچ کو بلغاریوں نے عظیم الشان فوجي جمعیت سے پیش قدمي کي - عزت پاشا نے اپني فوج کا جزو اعظم قلبي مورچوں کي طرف ہٹالیا - اس کے بعد دو روز تک خوفناک گوله باري ہوتي رہي - بلغاریوں در اس حالت میں ' جبکه وہ مقبوضه حصے میں مورچے کھود در کمینگاہوں میں چھپنے کي کوشش کر رہے تھے ' ترکي توپ کي سخت آتشباري کا سامنا کرنا پڑا ' جن کو آلات تنویر (سرچ لائیٹس) سے برابر مدد مل رہي تھي - بلغاریوں نے جمعه کے دن صبح کو کہرے کي تاریکي میں یه کوشش کی ' که ایک جدید پیش قدمي (فلینک مارچ) کے ذریعه سے چتلجا کے خط مدافعت کے سامنے ایک آخري حمله کرکے چیکمجي کي جانب میں ترکوں کے پیر اکھیڑدیں ' لیکن کہرے کے موقوف ہونے پر بلغاري فوج موت کے جال میں گرفتار ہوگئي ' اور ترکوں نے ان

(بقیه صفحه اول کے آخر میں -)

الہلال

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری

حدیث الغاشیہ

(۵)

جاء الحق و زهق الباطل

ان الباطل كان زهوقا

اولا يرون انهم يفتنون في كل عام مرة او مرتين ثم لا يتوبون ولا هم يذكرون (۹ : ۱۲۷)

کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے ' کہ کوئی برس ایسا نہیں گذرتا ' جس میں ایک یا دو مرتبہ یہ لوگ آزمایشوں میں نہ ڈالے جاتے ہوں ' مگر باوجود اسکے نہ تو وہ اپنی بد اعمالیوں سے توبہ کرتے ہیں ' اور نہ ان تنبیہوں سے عبرت پکڑتے ہیں !!

معتقد ہوں کعبے کا ناظم ' مگر جاکر وہاں
عبرت آتی ہے ' کہ کیا بتخانہ ویراں ہوگیا ؟

میں لکھنؤ پہنچتے ہی پھر بیمار ہوگیا تھا ' اسلیے یونیورسٹی ڈیپوٹیشن کے ٹوٹنے کی نسبت کچھہ نہ لکھہ سکا -

لیکن اب ضروری ہے کہ اسکی نسبت چند کلمات عرض کروں :

دنبال تو بودن گنه از جانب ما نیست
با غمزہ بگو ' تا دل مردم نہ رباید

کوئی واقعہ ہو ' اسپر سرسری نظر ڈالکر نہیں گذر جانا چاہیے ' اور عبرت و بصیرت اندوزی کیلیے ہر وقت مستعد رہنا چاہیے - کامیابی اور ناکامی ' دونوں میں ہمارے لیے ذخائر عبرت ہیں ' فتح و شکست ' دونوں ہم کو نصیحت کرسکتی ہیں - اور غور کیجیے ' تو تنبہ و اعتبار کا اصلی وقت فتح ہی کی گھڑیاں ہیں - شکست کا وقت تو ماتم و حسرت میں بسر ہو جاتا ہے : فبشر عبادي الذين يستمعون القول ' فيتبعون احسنه - اولئك الذين هدا هم الله ' و اولئك هم اولو الالباب - (۳۹ : ۱۹) (۱)

اس خبر کو سنتے ہی ہر شخص کی زبان سے بے اختیارانہ صدا جو نکلی ہوگی ' وہ یہی ہوگی کہ " حق نے باطل پر ' حریت نے استبداد پر ' اور قوم نے افراد پر فتح پائی "

یقیناً فتح پائی ' رات کی پردہ پوش اور جرائم پرور تاریکی میں نہیں ' بلکہ علانیہ روز روشن کی فیصلہ کن روشنی میں فتح پائی - سازش وخدع کے ہتھیاروں سے نہیں ' بلکہ حق اور راست بازی کے حربۂ الہی سے فتح پائی - دولت و رسوخ ' دبدبۂ و سطوت ' جمعیت و قوت اور ادعا و تعدی کی نمایش فروشیوں کی طاقت دکھلا کر نہیں ' بلکہ بے سروسامانی ' ضعف و عاجزی ' قلت اعوان و انصار ' اور فقدان اسباب و وسائل کے ساتھہ فتح پائی - یقیناً یہ ایک فتح مبین تھی ' مگر حق و باطل کی آویزش کی تاریخ میں یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے ' بلکہ اسکے خوارق و معجزات کو سنیے ' تو انکے آگے اس فتح کی حقیقت ہی کیا ہے ؟ اس سر زمین عجائب خیز کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر سچائی کی فتح و نصرت کا ایک صحیفۂ خوارق رکھتا ہے ' اور نہیں معلوم آغاز عالم سے اس وقت تک حق و باطل میں کتنے معرکہ ہا سے زہرہ گداز ہوچکے ہیں ؟ اول تو اُن واقعات کے مقابلے میں یہ معاملہ ہی کونسا ایسا عظیم الشان تھا ؟ پھر باطل پرستی نے اسی دنیا میں جیسی جیسی عظیم الشان دنیوی قوتیں ' اور قاہرو جابر فوجیں ' اپنے ساتھہ رکھی ہیں ' انکو سامنے لالیے تو معلوم ہو ' کہ اس معرکے میں وہ ساز وسامان ہی کیسے میسر تھا ؟ ہم نے حق و باطل کی جنگ آرائی کی تاریخ میں بڑے بڑے عظیم الشان تختوں کو الٹتے دیکھا ہے ' جنکی سطح سونے کی تھی ' اور جنکے حواشی پر لعل و جواہر سے گلکاری کی گئی تھی - ہم نے اُن عظیم الہیئۃ اور قدیم البنیان مندروں اور ہیکلوں کی دیواروں کو سرنگوں دیکھا ہے ' جنکے صحن چاندی سونے اور لعل و جواہر کے درخشاں بتوں سے رکے ہوے تھے - ہم نے تاریخوں میں اُن معرکوں کی سرگذشت پڑھی ہے ' جنمیں باطل پرستی کی فوجیں بے کنار سمندر کی طرح پھیلی ہوئی تھیں ' مگر حق کا علم اپنے سائے میں صرف ایک ہی وجود بے سروسامان رکھتا تھا ' مگر با ایں ہمہ عاقبت کار اسی کے لیے تھی - حق و صداقت کا حریف آج ہی پیدا نہیں ہوا ہے - وہ مع اپنی طاقتوں اور قوتوں کے ہمیشہ سے موجود ہے ' اور جب کبھی حق سے مقابل ہوا ہے ' تو اُس نے اپنی طاقتوں کی انتہائی نمائشیں کی ہیں - پس جس صداے حق کی فتح یابیوں کی تاریخ ایسے عظیم الشان مقابلوں کا افسانہ سناتی ہو ' اسکے لیے آجکل کے بعض مدعیان کار فرمائی کے نمایشی ہنگامے کیا حقیقت رکھتے ہیں ؟ جس دست و بازو نے آہن پوش حریفوں کی صفیں الٹ دی ہوں ' اور باطل پرستی کے مہیب دیوؤں اور عفریتوں کو انگلیوں پر چرخ دیکر دے پٹکا ہو ' اسکے لیے چاندی سونے کی چند متحرک پتلیاں کیا رعب و سطوت پیدا کرسکتی ہیں ؟

پس اس بناپر جو کچھہ ہوا ' اسمیں آپکے لئے ندرت اور تعجب کی کوئی بات نہیں ' البتہ غور کیجیے تو عبرت و بصیرت ضرور ہے :

و ان الظالمين بعضهم اولياء بعض ' و الله ولي المتقين (۴۵ : ۱۸)

(۲)

سب سے پہلی بصیرت جو اس واقعہ میں ہمارے لیے ہے ' وہ وہی ہے ' جس کو آغاز اشاعت الہلال سے بار بار کہہ چکا ہوں ' لیکن وہ میرا ایک ایسا اعتقاد محکم اور ایقان قلبی ہے ' جسکی صدا ہر آن و ہر لمحہ میرے اندر سے اُٹھتی رہتی ہے ' اور میں خواہ کتنی ہی مرتبہ اسکو دہراؤں ' لیکن تھکنے کی جگہ ہر مرتبہ ایک راحت تازہ پاتا ہوں - وہ حق کی فتح مندی ' اور ہر مظہر باطل کی شکست کا قانون الہی ہے ' جس نے ابتدا ہی سے اپنے حلقہ بگوشوں کو پیغام نصرت سنادیا تھا کہ :

و تلك الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا

اور آخر کار کی کامیابیوں کا گھر انکے لیے ہے ' جو دنیا میں پیشوائی اور لیڈری کے خواہشمند نہیں ' اور نہ اپنے اغراض

(۱) پس اللہ کی طرف سے بشارت ہے ' ان بندوں کیلیے ' جو کلام حق کو کان لگا کر سنتے ہیں ' اور اُسکی اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں ' یہی لوگ ہیں ' جنکے دلوں کو خدا نے ہدایت کیلیے کھول دیا ہے ' اور یہی عقل سلیم رکھنے والے ہیں - (منہ)

فی الارض ولا فسادا ' والعاقبة للمتقین -	و منافع کیلیے دنیا میں فساد پھیلاتے ہیں ' اور یاد رکھو ' کہ ہر کام کا انجام و آخر صرف اللہ سے ڈرنے والوں ہی کیلیے ہے -

قرآن کریم میں " العاقبة للمتقین " ہر جگہ اسی لیے کہا گیا ہے ' کہ اغراض فاسدہ اور مقاصد ردیہ گو بظاہر حق و صداقت کے مقابلے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ' انکی کامیابی محض ہنگامی عارضی ہوتی ہے ' اور انجام کار کی فتح و فیروز مندی انکے حصے میں نہیں اسکتی - یہی آخر کی کامیابی ہے ' جسکو خدا تعالے نے اس دنیا میں اپنی تائید غیبی کے اعلان کیلیے ایک نشانی قرار دیا ہے ' اور یہ اُسی کا دست نصرت ہے ' جو حق کو نتائج و عواقب کی نصرت بخشکر بتلا دیتا ہے ' کہ خود وہ کس کے ساتھہ ہے ؟ اگر ایسا نہو تو پھر دنیا شیطان کا تخت گاہ بن جاے اور خدا کی روشنی سے نسل ادم کی آنکھیں محروم ہو جائیں -

کیا نہیں دیکھتے ' کہ قرآن کریم میں ہر جگہ خدا تعالی نے ان لوگوں کے اعمال کو (جنکے اغراض و مقاصد مرضات الہی کی خواہش اور نور صداقت و حق پژوہی سے خالی ہیں) ہمیشہ اُن چیزوں سے تشبیہ دی ہے ' جو اپنے اندر کوئی نہ کوئی کامیابی کا ہنگامی اثر و جلوہ ضرور رکھتی ہیں ' لیکن پھر آخر میں انکی نا کامی نمایاں ہو جاتی ہے - مثلاً ایک جگہ فرمایا :

اعمالہم کسراب بقیعة یحسبہ الظمآن ماء ' حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا و وجد اللہ عندہ فوفاہ حسابہ ' و اللہ سریع الحساب - (۲۴ : ۳۹)	ان لوگوں کے کاموں کی مثال ایسی ہے ' جیسے کسی چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت ' کہ پیاسا آدمی دور سے اُسے پانی سمجھکر دوڑتا ہے ' لیکن جب قریب پہنچتا ہے ' تو ریت کے تودوں کے سوا اور کچھہ نہیں پاتا -

* * *

ایک دوسرے موقعہ پر مکڑی کے جالے کی مشہور مثال دی :

مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت ' اتخذت بیتا ' و ان اوہن البیوت لبیت العنکبوت ' لو کانوا یعلمون (۲۹ : ۴۰)	ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے علاوہ اور لوگوں سے دوستی کرتے ہیں ' مکڑی کی ہے ' مکڑی گھر بنانے کو تو بناتی ہے مگر گھروں میں کمزور ترین اسی کا گھر ہے ' کاش یہ لوگ سمجھتے -

پہلی آیت میں اعمال ضلالت کی مثال اُس شخص کی سی بتلائی ' جو پیاسا ہو ' مگر دریا کی جگہ ریگستان کو سمندر سمجھکر اُسکی طرف دوڑے ' اور بالاخر ناکامی اور نامرادی کے سوا اُسے کچھہ حاصل نہو - دوسری آیت میں مکڑی کے جالے سے تشبیہ دی ہے ' کہ جو کام رشتہ الہی اور تعلق ایمانی کی قوت سے خالی ہوتے ہیں ' انکی ہستی مکڑی کے جالے کی طرح ہوتی ہے ' کہ جبتک وہ قائم ہے ' نہایت مرتب و منظم نظر آتا ہے ' لیکن جونہی ہوا کی ایک ہلکی سی موج بھی اس پر سے گذری ' اور ہباءً منثورا ہوگیا : و ان اوہن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون -

(۳)

فی الحقیقت غور کیجیے ' تو انسانی اعمال کی ضلالت کیلیے اس تشبیہ و تمثیل سے بڑھکر اور کوئی بیان نہیں ہو سکتا تھا ' اور اصل یہ ہے ' کہ قرآن کریم کے سب سے زیادہ اسرار و معارف اسکی تمثیلوں اور تشبیہوں ہی میں ہیں لیکن :

تقاصر عنہ افہام الرجال

مکڑے کا جالا کیسی عجیب اور موثر چیز ہے ! کس ترتیب اور نظم کے ساتھہ اسکا ایک ایک تار دوسرے سے ملحق ہے ' اور کس درجہ کامل طور پر اشکال ریاضی کے تسویۂ و تناسب کے ساتھہ اسکے دائرے ' دائروں کے مدارج ' اور ہر درجے میں متعدد خانے ہوتے ہیں ؟ پھر اُس محنت و سعی پر نظر ڈالیے ' جو جالے کے بنانے میں وہ گوارا کرتا ہے - کیسی خود فروشانہ محویت کے ساتھہ ایک ایک تار کو بنتا ہے ' اور کس اَن تھک سعی کے ساتھہ ' ٹوٹنے کے بعد پھر از سر نو بنانا شروع کر دیتا ہے - وہ گویا ایک نہایت منظم ' مرتب اور خوشنما عمارت ہوتی ہے ' جس کی تعمیر میں حیات دنیوی کی پوری قوت صرف کردی جاتی ہے - با ایں ہمہ اسکے ثبات و قرار کا یہ حال ہوتا ہے ' کہ اسکی تعمیر و تکمیل کے عین عروج کی حالت میں ' اگر ہوا کی ایک ہلکی سی حرکت بھی مقابل ہو جاے ' تو ایک لمحہ کیلیے بھی قائم نہیں رہسکتا ' اور چشم زدن میں نابود و مفقود ہو جاتا ہے -

بعینہ یہی حالت اُن تمام کاموں کی ہوتی ہے ' جو حق و معروف کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں - یہ نہیں ہے ' کہ انکو کامیابی نصیب نہیں ہوتی - اگر وہ ابتدا سے ناکام و نامراد رہیں ' تو عاقبت امور - اور نتائج اعمال کے فتح و ظفر کا فیصلہ بیکار ہو جاے - وہ بظاہر کامیاب ہوتے ہیں ' اور مکڑی کے جالے کی ظاہر فریبی کی طرح دیکھنے والوں کو انکی کامیابی نہایت خوشنما اور منظم نظر آتی ہے - وہ اپنے مقاصد ضلالت کی انجام دہی میں اُس سے کم محنت و سعی نہیں کرتے ' جس قدر ایک مکڑا جالے کے بننے میں تمام عمر کرتا رہتا ہے - وہ اپنی دولت ' اپنی عزت ' اپنا رسوخ ' اپنی صحت ' اور اگر قابلیت حاصل ہے ' تو اپنی قابلیت غرضکہ تمام قوتوں کو وقف اعمال ضلالت کردیتے ہیں - پھر دنیا دیکھتی ہے ' کہ ایک نہایت خوشنما اور مرتب دائرہ بنکر طیار ہو گیا ہے ' جس میں طرح طرح کے خانے ' اور طرح طرح کے اشکال و صور بنے ہوے ہیں - لیکن جس طرح مکڑے کے جالے کی ہستی اُس وقت تک ہوتی ہے ' جب تک ہوا کا کوئی جھونکا اسپر سے نہیں گذرتا ' اسی طرح اسکی زندگی بھی صرف اتنی ہی دیر تک کیلیے نظر فریب رہتی ہے ' جب تک باد حق و صداقت میں حرکت نہیں ہوئی ہے ' اور اُسکا رخ اُسکی طرف نہیں ہوا ہے - مکڑا اپنی تمام زندگی ایک ایسی شے کے بنانے میں صرف کر ڈالتا ہے ' جس کو وہ اپنے لیے بہترین ذریعۂ آرام و راحت سمجھتا ہے ' مگر در اصل اُسکی تمام زندگی ایک محض نا پائدار اور سریع الفنا عمارت بنانے میں ضائع جاتی ہے - بالکل اسی طرح یہ گمکردگان اعمال سمجھتے ہیں ' کہ ہماری محنت ایک محفوظ اور مفید اغراض عمل کے انجام دینے میں خرچ ہو رہی ہے ' حالانکہ " تار عنکبوت " کی طیاری کی طرح ' انکی زندگی اور محنت کی یہ نا مرادانہ تباہی ہوتی ہے ' اور وہ خود اپنے ہاتھوں اپنی موتوں کو ضائع کر دیتے ہیں -

پس حق کے مقابلے میں باطل کی کامیابی سے مغرور نہیں ہونا چاہئے ' کہ کامیابی تو ضرور ہوتی ہے ' لیکن ثبات و قرار اور نتیجۂ آخر کی کامیابی ایک شے ہے ' جس پر اس آسمان کے نیچے حق کے سوا کسی کا قبضہ نہیں - یہ بہت ممکن ہے ' کہ باطل کی سعی و محنت ایک نظر فریب چیز ہمارے سامنے پیش کردے ' اور بظاہر معلوم ہو کہ کامیاب ہوگیا - لیکن یہ کامیابی ایسی ہی کامیابی ہوگی ' جیسی کہ مکڑے کو جالے کے بننے اور طیار کردینے میں حاصل ہوتی ہے - یہ نہیں ہوتا کہ اسکی سعی ناکام رہے - وہ جس گھر کو بنانا چاہتا ہے ' اسکی تعمیر میں پوری طرح کامیاب ہو جاتا ہے - لیکن اسکو کیا کیجئے کہ جس مصالح اور سامان سے بنایا جاتا ہے ' اس سے کوئی پائدار چیز بن ہی نہیں سکتی -

(٤)

میں کہنا چاہتا تھا کہ " یونیورسٹی ڈیپوٹیشن " کی شکست میں اس قانون الٰہی کی ایک عبرت انگیز بصیرت پوشیدہ ہے - ایک مرتبہ گذشتہ تین ماہ کے واقعات کو یاد کر لیجیے اور دیکھیے کہ کس انتہاے جد و جہد اور کمال سعی و جانفشانی کے ساتھ " ارباب حل و عقد " نے اس ڈیپوٹیشن کی عمارت کھڑی کی تھی ' اور بعض لوگوں نے اپنی کیسی کچھ گراں بہا چیزیں اسکے پیچھے نہیں دیدی تھیں - راتوں کی نیندیں اسکے لیے قربان کی گئیں ' دن کا آرام و راحت اسکے لیے غارت ہوا - بہت سے دعوؤں سے دست برداری کی گئی ' اور اس صلح کے لیے جنگ کی فتح مندیوں کی نمایش و شہرت سے بھی ہاتھ اٹھالیا گیا ' مگر با این ہمہ اس جد و جہد ' جوش و خروش ' غرور و ادعا ' طمانیۃ و استغنا ' اور اظہار سطوت و جبروت کے بعد کیا نتیجہ نکلا ؟ یہ کہ صداے حق و معروف کے ایک جھونکے ہی میں اس بیت عنکبوت کا خاتمہ تھا : و ان اوہن البیوت لبیت العنکبوت ' لو کانوا یعلمون :—

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے ' پہ میخانے میں
نکلا اِک جام کی قیمت بھی نہ ایمان اپنا !

جیسا کہ بار بار لکھ چکا ہوں ' اس موقعہ پر بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں ' کہ اس واقعہ کو سرسری نظر کے حوالے نہ کیا جاے - یہ ایک بین ترین مثال تازہ ہے ' اس امر کی کہ حق کی کوئی صدا ' ضائع نہیں کی جا سکتی ؛ اور گو دنیوی اور انسانی طاقتیں کتنی ہی مخالف ہوں ' لیکن وہ بالآخر کام کر جاتی ہے - کام کرنے والوں کیلیے امید اور ہمت کا یہ ایک پیغام ہے ' اور منکرین قوت حق و معروف کیلیے عبرت و موعظۃ کا ایک تازیانہ : وتلک الامثال نضربہا للناس لعلہم یتفکرون -

(٥)

۲٦ اور ۲۸ - ڈسمبر کو جو اجتماع لکھنو میں ہوا تھا ' وہ صحیح طور پر فاونڈیشن کمیٹی کا اجلاس ہو یا نہو ' لیکن تاہم اسکو یونیورسٹی کا آخری فیصلہ کرنے کیلیے کافی سمجھا گیا ' اور ڈیپوٹیشن کے انتخاب کے مسئلہ کو بظاہر عام اتفاق راے سے منظور کرالیا گیا - جلسہ کے بعد بھی ایک عرصے تک کوئی صداے مخالف نہیں اٹھی ' اور پھر جناب نواب صاحب قبلہ کی تحریر شائع بھی ہوئی ' تو اسمیں نفس مسئلۂ انتخاب وفد و تفویض اختیارات کاملہ کی نسبت چنداں اعتراض نہ تھا ' بلکہ زیادہ تر اشخاص وفد کی قلت و کثرت اور طریق انتخاب کی بے قاعدگیوں پر اظہار تاسف کیا گیا تھا - نیز یہ کہ تحریر کا ماحصل ڈیپوٹیشن کے ممبروں میں اضافہ تھا ' نہ کہ اصل ڈیپوٹیشن کی شکست اور بالکلیہ برہمی - ایسی حالت میں ظاہر ہے ' کہ اس کارروائی کی مخالفت بحالت موجودہ بالکل بے سود نظر آتی تھی - کس کو اسکا خیال بھی ہوسکتا تھا ' کہ اس تمام کارروائی ہی کو سرے سے باطل کر دیا جائیگا ؟ اور قوم کو اس سے چھینی ہوئی " بلنک چک بُک " پھر واپس ملجائیگی - جلسے میں جو آواز مخالفت کی بلند کی گئی تھی ' وہ " لکھنو کی ناکام کوشش " تھی ' اور اب " کامیاب حلقے " کیلیے کوئی وجہ نہ تھی ' کہ لکھنو کی " کامیابی " کا " کلکتہ کی ناکامی " سے مبادلہ کرے - لیکن باوجود اسکے عرصے کے بعد جب آواز بلند کی گئی ' تو دو ہفتے کے اندر ہی اسکا اثر ہر طرف سے نمایاں ہونے لگا ' وو رفتہ رفتہ حالات میں اس درجہ تغیر ہوا ' کہ اضافہ و اصلاح ہی نہیں ' بلکہ سرے سے ڈیپوٹیشن ہی کا خاتمہ کر دینا پڑا ' اور جس عمارت کو تکمیل تک پہنچا کر اسکے گنبد اور برجیوں کیلیے اینٹیں چنی جا رہی تھیں ' اسکی بنیاد ہی مسمار ہوگئی ! !

پس یہ نتیجہ بتلاتا ہے کہ ہمارے آگے " کامیاب " کاموں کا خواہ کیساہی محکم و قوی قلعہ ہو ' اور خواہ مقاومت کا اصلی وقت گذر ہی کیوں نہ جاے ' لیکن تاہم اعلان حق کی طاقت تسخیر اپنا اثر دکھلاے بغیر نہیں رہتی ' اور اسکے لیے صرف یہ دیکھنا چاہیے ' کہ خود ہماری نیت اور حق پرستی کا کیا حال ہے ' مقابل و حریف کی کامیابی کا کوئی سوال نہیں - آجکل حق کی غربت و کس مپرسی کا ایک خاص سبب یہ بھی ہے ' کہ لوگ اعلان حق و سعی اصلاح کی ضرورت محسوس کرتے ہیں ' لیکن اس خیال سے قدم نہیں اٹھاتے ' کہ مخالف کامیاب ہوچکے ہیں ' اور اب انکی مخالفت کا مناسب اور اصلی وقت نہیں ہے - اسی کا نتیجہ ہے ' کہ اشخاص نکتہ چینی کی طرف سے بے پروا ہوگئے ہیں ' اور سمجھتے ہیں ' کہ ایک مرتبہ اگر وہ کسی طرح اپنے کاموں کو کامیاب دکھلادینے میں کامیاب ہوجائیں گے ' تو پھر کامیاب کاموں کی مخالفت کو بے سود و بے وقت سمجھکر ' کوئی مخالفت کا تصور بھی نہیں کریگا - اس طرح کے کاموں کیلیے انہوں نے بعض خاص اصطلاحیں وضع کرلی ہیں - مثلاً " طے شدہ مسئلہ " - " اتفاق عام کا فیصلہ " - " کثرت راے کا فیصلہ " " کثرت راے کا قرار دادہ " - قوم بھی بالعموم اِن ترکیبوں سے مرعوب ہوگئی ہے ' اور کسی بندۂ خدا کو مخالفت کا خیال ہوتا ہے ' تو یہ سمجھکر خاموش ہو رہتا ہے ' کہ اب مخالفت کا وقت باقی نہیں رہا - ایک طے شدہ اور اتفاق عام کے فیصل کردہ مسئلے کی نکتہ چینی کرنا بالکل بے اثر بلکہ تمسخر انگیز ہوگا -

مذہب ' اخلاق ' اور قانون ' ہر لحاظ سے یہ ایک سخت خطرناک اور اصولی غلطی ہے ' اور در اصل اعلان حق و امر بالمعروف کے سد باب کی ایک علت قوی ' لیکن میں اس وقت صرف اس تازہ ترین مثال پر توجہ دلاؤنگا - جو لوگ کسی سچی بات کو سچ کہنے کیلیے اسکا سچ ہونا کافی نہیں سمجھتے ' اور اسکی ضرورت دیکھتے ہیں ' کہ لوگ اُسے سچ مان بھی لیں ' انکو اس مثال سے عبرت پکڑنی چاہیے - میں نے جب عین جلسے میں ڈیپوٹیشن کی تحریک کی مخالفت کی تو اس سے بالکل بے پروا تھا ' کہ نتیجہ کیا نکلے گا ؟ پھر الہلال میں مضامین کا سلسلہ شروع کیا ' تو اُس وقت بھی یہ خیال پیش نظر نہ تھا ' کہ سردست اس کوشش میں کامیابی ہوگی یا نہیں ؟ کیونکہ بار بار کہہ چکا ہوں ' میرے عقیدے میں حق کی اس سے بڑھکر کوئی توہین نہیں ہو سکتی ' کہ اسکے اعلان کو نتائج اور کامیابی کے ظہور کا محتاج قرار دیا جاے - اور اگر ایسا ہو تو اس دنیا میں ' جسکا نصف کرّہ ہر وقت تاریک رہتا ہے ' کبھی بھی حق کی روشنی ظاہر نہو - پس یہ محض ایک عقیدے اور راے کا اظہار تھا ' اور نتائج کے انتظار سے بالکل بے پروا ' تاہم اگر نتیجہ خدا کے ایک عاجز بندے کے پیش نظر نہ تھا ' تو کون کہہ سکتا ہے ' کہ اُس نصرت فرماے حق و صداقت کی مشیت میں بھی نہ تھا ' جس نے ہر کام میں عواقب امور کی کامیابی کو اپنی نصرت بخشی کی ایک آیت مبین اور اثر عظیم قرار دیا ہے ؟ ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم ' و ان یخذلکم ' فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ ؟ و علی اللہ فلیتوکل المومنون -

نتیجہ نکلا ' اور جس سرزمین میں ایک اینٹ بھی اپنی جگہ سے ہلائی نہیں جاسکتی تھی ' وہاں آج ایک پوری بنی بنائی عمارت اس طرح منہدم ہوگئی ہے ' کہ اسکے اطلال و آثار تک کا پتہ نہیں ' اور (فاونڈیشن کمیٹی) کا میدان جس طرح ۲۸ - دسمبر کی صبح سے پہلے صاف تھا ' اب پھر ویساہی بار عمارت سے سبکدوش ہوگیا ہے ' قوم کو " چک بک " واپس ملگئی ہے ' اور آیندہ خواہ بنک کی دیواروں کے نیچے سرنگ کھود کر خزانہ ہی کیوں نہ نکال لیا جاے ' مگر الحمد للہ اب تک کوئی . چک اسکے نام نہیں گئی ہے -

(٦)

ایک سب سے بڑی عبرت اس واقعہ میں قوم کیلیے یہ ہے ' کہ وہ اپنی قوت کا اندازہ کرے ' اور محسوس کرے کہ تغیرات حالات نے جو ہیبت و جبروت اسکی آواز میں پیدا کردیا ہے ' یہ کیسی بدبختی ہے ' کہ خود وہ اس سے غافل ہے ؟ تلوار اگر کند ہوگئی ہے تو شکایت کا موقعہ نہیں ' لیکن افسوس اسکے حال پر ہے ' جو اپنے ہاتھہ میں ایک ایسی تیغ تیز رکھے ' جس کی کاٹ کے خوف سے حریف کانپ رہا ہو ' لیکن خود وہ اسکے جوہر سے بے خبر ہو -

دو سال سے قوم نے اپنی راے اور اواز کی جو ہیبت اشخاص کے دلوں پر قائم کردی ہے ' وہ اصلی قوت عمل ہے ' بشرطیکہ قوم اس حربے سے کام لے ' نیز یہ ' کہ صحیح ' معتدل ' اور بر وقت کام لے - فاونڈیشن کمیٹی کے گذشتہ اجلاس ' اور پھر ڈیپوٹیشن کی شکست ' یہ دو متضاد واقعات ہیں ' جنکو جمع کرتا ہوں ' تو اصلیت سامنے آجاتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم کی بیداری میں شبہ نہیں ' اسکی قوت اور ہیبت کے اعتراف سے بھی دلوں کو انکار نہیں ' گو زبانوں کو انکار ہو - لیکن مصیبت یہ ہے ' کہ برسوں کی تقلید اور اعتماد نے دماغوں کو معطل کردیا ہے ' خود اپنی سمجھہ اور فکر سے کام لینے کی عادت مفقود ہے ' اور میدان عمل میں نو آموزی اسپر مستزاد - نتیجہ یہ ہے ' کہ پہلے اشخاص کی قوت و استبداد سے شکست کھاتی تھی - اب قوت سے نہیں ' مگر غلط فہمی ' سادہ لوحی ' نو آموزی ' اور خدع و فریب سے شکست کھا جاتی ہے - پھر اصلی مصیبت یہ ہے ' کہ تقلید و اعتماد بیجا کی عادت دیرینہ اب بھی زنجیر پا ہے ' اور وقت پر معاملات کو سمجھنے اور غور کرنے کی قوت پیدا نہیں ہوئی ہے - لیکن ساتھہ ہی چونکہ حس و بیداری کے وجود میں شک نہیں اور حقوق کے مطالبہ کا خیال پیدا ہوگیا ہے ' اسلیے اگر حقیقت سے پردے اٹھا دیے جائیں ' اور کوئی اواز چیخ چیخ کر اپنی طرف متوجہ کرنے کی پوری کوشش کرے ' تو فوراً ایک حرکت ہر طرف پیدا ہوجاتی ہے ' اور لوگ ساتھہ دینے سے انکار نہیں کرتے -

آج جس قوم کی صدا نے " ارباب حل و عقد " کو مجبور کیا کہ ڈیپوٹیشن کی کارروائی کو منسوخ کردیں ' وہ اس وقت بھی موجود تھی ' جب ۲۸ - دسمبر کو ڈیپوٹیشن کی تجویز نعرہ ہاے مسرت کے غلغلوں اور چیرز کے صدا ہاے متصل و پیہم کے ہنگاموں میں پاس کی گئی تھی - ڈیپوٹیشن کی مخالفت میں جو خیالات آج الہلال کے صفحات پر شائع ہوے ' یہی خیالات تھے ' جو عین تجویز کے پیش ہونے کے بعد ظاہر کیے گئے تھے ' اور سننے والوں میں بھی بہت سے اشخاص وہی تھے ' جنھوں نے الہلال کے صفحات پر آج نظر ڈالی - مگر پھر غور کیجیے کہ نتائج دونوں وقت کے کیسے مختلف بلکہ متضاد ہیں ؟

اسکی علت وہی ہے ' جو سطور بالا میں ظاہر کی گئی - قوم کی بیداری اور صداے حق کی سماعت کیلیے مستعدی میں شک نہیں ' لیکن اسکا کیا علاج ' کہ وقت پر کام کرنے والوں کی نیرنگ طرازیوں اور شعبدہ سامانیوں کا ہجوم اسے اصلیت کے سمجھنے کی مہلت ہی نہیں دیتا ؟ لوگ قطعاً غلط فہمی میں پڑگئے ' اور بالکل نہ سمجھے ' کہ ہم سے کیا مانگا جا رہا ہے اور کیا ہے جو ہم نے اٹھا کر دیدیا ہے ؟ خریداروں نے دراصل یہ سمجھنے کی کسی کو فرصت ہی نہ دی : کہ :

مشتری چہ کس ست و بہاے ما چند ست ؟

لیکن جب کچھہ زمانہ گذر گیا ' اور اسکے بعد اصلی حالات بہ عنوان خاص لوگوں کے سامنے پیش کیے گئے ' تو غلط فہمی دور ہونا شروع ہوئی ' اور جو بات وقت پر نہ سمجھے تھے ' اب ہر شخص کے سمجھہ میں آنے لگی - نتیجہ یہ نکلا ' کہ جلسے بھی منعقد ہوے ' تجویزیں بھی پاس ہوئیں ' مضامیں بھی نکلنے لگے ' اور قوم اپنی طاقت سے کام لینے کیلیے مستعد ہوگئی -

پھر اس پہلو پر بھی نظر رہے ' کہ نواب صاحب قبلہ کا مضمون نکلا ' لیکن کس طرح نذر غفلت و اغماض ہوکر رہگیا ؟ اس موقعہ پر بھی لوگ محتاج تھے ' کہ انکی غفلت پر ایک پر زور صداے تاسف بلند کی جاے ' ان تمام حالات سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے ' کہ بیداری پیدا ہوگئی ہے ' مگر بیدار کرنے والوں کا کام ختم نہیں ہوا ہے ' بلکہ سب سے زیادہ اہم کام ابھی باقی ہے - یہ بیداری کچھہ مفید نہیں ہوسکتی ' اگر کوئی ہاتھہ غفلت کے نازک موقعوں پر بھی بیدار رکھنے کیلیے ہر وقت مستعد نہ رہے ' اور ہمیشہ معاملات کی تہہ اور اصلیت سے خبردار نہ کرتا رہے - لوگ اٹھہ بیٹھے ہیں مگر چلنے کے قابل نہیں ' اور پھر لیٹ جانے کا کھٹکا ہر وقت لگا رہتا ہے - پس وقت ہے ' کہ کام کرنے والے قوم کی بیداری کی زیادہ رجز خوانی نہ کریں ' بلکہ بیداری کو قوی کرنے اور دماغ میں صحیح ہشیاری پیدا کرنے کی سعی میں مصروف ہو جائیں -

(۸)

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قوم نے اپنی اواز میں جو قوت پیدا کرلی ہے ' وہ ایک اصلی قوت عمل ہے ' جسکے بغیر کوئی نیا دور پیدا نہیں ہوسکتا تھا ' تاہم یہ ایک قوت ہے ' اُسی حالت میں مفید ہے جبکہ اسکا استعمال صحیح ہو ' پس یہ بڑی سخت اور مہلک غلطی ہوگی ' اگر لوگ ان کامیابیوں پر مغرور ہو جائیں ' اور افراد اپنی قوت سے جو بیجا فائدہ اٹھاتے تھے ' ویساہی غلط فائدہ قومی قوت اور راے کے نام سے بھی اٹھایا جاے - بہت بڑی ضرورت اس امر کی بھی ہے ' کہ اس قوت کا استعمال ہمیشہ حزم و احتیاط ' اور اعتدال ' و صحت طریق استعمال کے ساتھہ ہو -

(باقی آیندہ)

مقالات

انگلستان اور اسلام

(۵)

از خامۂ محرم سیاست مسٹر بلنٹ

ترکوں اور بلغاریوں کي جنگ کا آخري نتيجه خواه کچهه هي کیوں نه هو - سلطان المعظم اِس وقت کم از کم اِس بات پر مبارکباد کے مستحق هیں ' که کامل پاشا کي وزارت سے برطرفي کے ساتهه اُنهوں نے ایک نهایت فتنه انگیز مفسد کے چنگل سے ' جو اِسلامي اغراض کے حق میں سخت غدّار تها ' چهٹکارا پالیا هے - یورپ کي تینوں شدید ترین دشمنانِ اِسلام طاقتوں ' یعنے انگلستان - فرانس اور روس نے ' بالخصوص انگلستان نے ' اِس بوڑهے نوکر کے ذریعے سے ' جس حکمت عملی کو کام میں لانا چاها تها ' اُسکي اصلي کیفیت - نیز اصلي مطلب برآري ' یعنے سلطنت عثمانیه کو آپس میں بتدریج تقسیم کرلینے کے جو طریقے عمل میں لائے جارهے تهے - اُنکي مفصل سرگزشت " ایجپشن " کے ناظرین پر پوشیده نهیں هے - پچهلے چهه مهینے میں مختلف مضامین کے ذریعے سے هم صحیح واقعات پر روشني ڈالتے رهے هیں - اور وزیراعظم قسطنطنیه ' جو نامیمون و نامبارک بهروسا انگریزي وزارت پر کرتا رها تها ' اُس سے جو تباهي خلافت پر آنے والي تهي - اِس پر بهي هم متعدد مواقع پر متنبه کرتے رهے هیں - همیں اِس بات کا علم تها ' که سرایڈورڈ گرے نے اِسلام کي مخالفت پر کمرچست باندھ لي هے - همیں یه بهي معلوم تها که ڈاؤ ننگ اِسٹریٹ (دفتر سرایڈورڈ گرے) سے انگریزي مدبري کي جو آواز نصیحت کي صورت میں بلند هوگي - وه اسلام کے حق میں ایک غدار آواز هوگي - هم یه بهي بتاتے رهے هیں ' که سلطان کو یورپ میں اگر دوستي کي کهیں کچهه توقع هوسکتي هے - تو " اتحاد مثلث " سے نهیں ' بلکه " ایتلاف مثلث " کي صرف اُس طاقت سے ' جسکا نام جرمني هے - کامل " اتحاد مثلث " کي اغراض کا نمائنده تها - اِسکا زوال انگلستان ' فرانس ' اور روس کي راه میں ایک سنگ گراں هے - اور سرایڈورڈ گرے کے منهه پر تو ایک ایسا طمانچه هے ' جسے وه یاد هي کرتے هونگے -

جسوقت سے که موجوده جنگ میں قسمت کا رخ یورپ میں عثماني افواج کي طرف سے پهرا هوا نظر آنے لگا هے ' اسوقت سے همارے دفتر خارجیه کي دن رات یهي کوشش رهي هے ' که کسي نه کسي طرح پهسلا پهسلا کر جرمني کو بهي سلطان کے ایشیائي مقبوضات کي مجوزه تقسیم میں اپنا هم نوا بنا لے - اسکے لئے [illegible] کي مشهور و معروف صورت سامنے موجود هي هے - [illegible] که ایشیائے کوچک [illegible] فرانس اور روس [illegible] میں آزادانه اختیارات دلوالے جائیں [illegible] قسطنطنیه کو ایک مشترکه بین الاقوامي نقطه بنا کر [illegible] دردانیال یورپ کے کل جنگي جهازات کے لئے کهل جائیں - [illegible] کے ایشیائي صوبجات عیسائي طاقتوں کي مختلف اغراض - [illegible] هوں یا مالي - کے نشانے بنادیے جائیں - ممکن تها ' که یه ساري باتیں ایک هي دفعه نه هوتیں - لیکن رفته رفته هر طاقت اپني اپني فرصت کے وقت اپنے مقاصد و اغراض کي تکمیل کرالیتي - سلطان کي براے نام حکومت صرف اس غرض سے بر قرار رکهدي جاتي ' که جب کبهي کسي طاقت کو مسلمانوں کے جذبات کو عیسائي حکومت کے ماتحت کرنے کي ضرورت پڑے - تو اسمیں اُنکے ذریعه سے سهولیت اور آساني هو - یهي تجویز تهي ' جو یورپ کي مجتمعه طاقتوں کی طرف سے امن عامه کے لئے پیش کي گئي تهي - یه تجویز خصوصاً سرایڈورڈ گرے کے دماغ سے نکلي تهي - یه محض ایک خوش نصیبي کي بات هے ' که قیصر جرمني نے ابتک اس انگریزي سازش میں شرکت منظور نهیں کي هے - اور سلطنت عثمانیه کی تقسیم کا خیال اگرچه همارے دفتر خارجیه نے بالکل ترک نهیں کر دیا هے ' پهر بهي کم سے کم تهوڑے عرصے کے لئے تو یه تقسیم ملتوي هوگئي هے - نئے وزیر اعظم ' محمود شوکت پاشا ' ایک با دیانت شخص هیں - اور ان پر اعتماد کیا جاسکتا هے ' که وه اسلام کے ساتهه غداري نه کرینگے - کم سے کم اسوقت تو جرمني انکی تائید اور حمایت کے لئے مستعد هے - اصلي اور حقیقي حالت یه هے ' جو میں نے اوپر بیان کردي - سرایڈورڈ گرے کے دل کي کیفیت غصے کے مارے جو کچهه هو رهي هوگي ' وه محتاج بیان نهیں - لیکن اب اُنکے لئے اسکے سوا کوئي چارهٔ کار نهیں هے که ' قهر درویش برجان درویش کهکر ' اس طمانچے کے ضرب کو بطیب خاطر برداشت کرلیں ' اور اپنے اندروني جذبات کو چهرے سے نمایاں نه هونے دیں - اب جنگ کے ختم کرانے کے لئے سلطان پر نهیں بلکه بلقاني حلیفوں پر دباؤ ڈالا جائے گا - قسطنطنیه پر چڑهائي کي اجازت نه دیجائیگي - یه بهي ممکن هے ' که اڈریا نوپل سلطان هي کے قبضے میں رهنے دیا جائے -

ان تمام واقعات میں جس بات سے همیں سب سے زیاده دلچسپي هے ' اور جو دریاے نیل پر اسلامي آزادي کي امیدوں سے متعلق هے ' وه یه هے ' که قسطنطنیه میں کامل کے زوال کے ساتهه وه خاص سازش بهي کچهه دنوں کے لئے ملتوي کردیني پڑي هے ' جو مصر پر انگریزوں کے قانوني دائمي تسلط کرادینے کي نیت سے کی گئي تهي - یقیناً پچهلے سال موسم سرما میں سرایڈورڈ گرے اور کامل کے درمیان یه امر قطعي طور پر فیصله پاچکا تها که " سلطان مصر کو اپني سلطنت سے کلیۃً " آزاد کرکے انگریزوں کي نگهداشت میں رکهدینگے - خدیو بادشاه کا لقب اختیار کرلینگے - اس درجے پر پهنچنے کے یه معنی هونگے ' که اصلي اختیارات اُن سے مطلقاً سلب هوجائینگے - خراج جو باب عالي کو دیا جاتا هے ' اُسکے عوض میں ایک معقول رقم یکمشت نوازوں کو دیدي جائیگي - جسکي اُنهیں اشد ضرورت هے - مالي ذمے کي ادائگي کا بار انگلستان کي گردن پر رهیگا - دوامي فوجي تسلط کے ذریعے سے امن اور سیاسي انتظامات قائم کرادینے کے بعد مصر پر پورا قبضه آپ سے آپ هو جائیگا - مصري حب الوطنوں کي رضامندي اُنهیں ایک قسم کي رعایت دیکر ' جو انتظامي حکومت (کانسٹي ٹیوشن) کے نام سے موسوم هوگي ' لے لي جائیگي - ان جدید انتظامات او حکومت خود مختاري کا شاندار لقب عطا کیا جائیگا - اس میں ذرا بهي شک نهیں هے ' که اگر بلغاریوں کے ساتهه صلحنامے پر دستخط هوچکنے کے بعد بهي کامل عهدهٔ وزارت پر مامور رهتا ' تو وه ایک ایسے حکمنامے پر ضرور دستخط

کردیتا جس سے انتظامات مذکورۂ بالا کی ' ایک ہی دفعہ نہیں تو بتدریج' تکمیل ہوکر رہتی - یہ فرمان ٹھیک اُسی انداز اور اُسی پیرایے میں جاری کیا جاتا ' جو حال میں طرابلس کو خود مختارانہ حکومت عطا کرتے وقت اختیار کیا گیا تھا - خوش قسمتی سے انگلستان کے اشاروں پر چلنے والے وزیر کے زوال نے اسلام کے خلاف اس بڑی سازش کا ایک طرح سے خاتمہ کردیا ہے اور ہم تو سمجھتے ہیں ' کہ اب اس کارروائی کی تجدید بہت جلد نہ ہونے پائیگی -

ساتھہ ہی ساتھہ ہم " ایجیپت " کے مسلمان ناظرین سے ' خواہ وہ مصر میں ہوں ' یا روم میں ' یا ہندوستان میں ' اپیل کرتے ہیں ' کہ وہ اِس امر کی نسبت دھوکا نہ کھائیں ' کہ اِسلام کو جس خطرے کا اِس وقت مقابلہ ہے ' اُسکی حقیقت اور اصلیت کیا ہے ؟ واقعہ یہ ہے ' کہ اسلام ہماری نام نہاد " لبرل انگلش گورنمنٹ " کے ہاتھوں تباہ اور برباد ہو رہا ہے - مسلمانوں کو چاہئے ' کہ اُس موقع پر جہاں اُنکے مذہب کا تعلق ہو ' اور جس جگہ باقی ماندہ آزاد اسلامی حکومتوں کی بہبودی پیش نظر ہو ' لفظ " لبرلیزم " (آزاد خیالی) سے دھوکا نہ کھائیں - آزاد خیال انگلستان کو مسلمانوں کی ترقی سے ذرہ بھر ہمدردی نہیں ہے - انگلستان اُنکی ترقی سے خائف اور لرزاں ہے ' اور ہمیشہ اُسکا سر کچلا کرتا ہے -

پس " لندن مسلم لیگ " یا " آل انڈیا مسلم لیگ " جیسی انجمنوں ' (جنھیں اسلامی جذبات کی نمایندگی کا دعوے ہے) ' کا اِس وقت گورنمنٹ کے آگے منت سماجت کے ساتھہ درخواست کرنا ' محض حماقت ہے - انصاف کے احساسات سے درخواست کرنا بھی سراسر بے سود ہے - یہ احساسات تو کب کے اُٹھہ گئے ہیں - انگریزی معدلت گستری یا حریت پسندی کی دہائی سے بھی کوئی کام نہیں نکلنے کا - اس قسم کی عبارتیں یا اچھی تصور کی جاتی ہیں ' اور کچھہ بھی وقعت نہیں رکھتیں - اگر انگریزوں کے دلوں پر ' جہانتک مسلمانوں کے معاملات سے اُنکا تعلق ہے ' کسی دلیل کا کوئی اثر ہو سکتا ہے ' تو وہ یہ ہے ' کہ شاہی اقتدار کو صدمہ پہنچنے کا خوف دلایا جائے ' اور علی الاعلان صاف صاف کہدیا جائے ' کہ جسوقت تک ' کہ انگریزوں کی شرکت فرانس ' روس ' اطالیہ ' اور دیگر اسلام کی دشمن سلطنتوں کی کارروائیوں میں جاری رہے ' اُس وقت تک حکومت برطانیہ ہندوستان کے کروروں مسلمانوں کو اپنی دل سے وفادار رعایا شمار نہ کرے - اور جب کبھی ہندوستان میں انگریزوں کے لیے مصیبت کا دن نمودار ہو ' تو ان کروروں میں سے ایک سے بھی دوستی یا امداد کی توقع نہ رکھے - اگر اس قسم کے الفاظ اس وقت لیڈران مسلم لیگ کی زبانوں سے دلیری اور ہمت کے ساتھہ نکلینگے ' تو اُنکا اثر ڈاؤننگ اسٹریٹ (دفتر وزیر خارجیہ انگلستان) پر پڑیگا - ایسے الفاظ اِسلام کی اِس نازک ترین خطرے کی حالت میں ' اُسکے لیے اُن تمام منت سماجت اور آنسوؤں سے ' جو اِن کے ضرورت سے زیادہ دور اندیش لیڈروں نے پچھلے چھہ مہینے میں ہمارے بے پروا وزراء کے آگے ضائع کئے ہیں ' بدرجہا مفید ثابت ہونگے - بلکہ سرمایہ ہلال احمر اور جنگ کے جاری رکھنے کے واسطے دوسرے قسم کے سرمایوں کے لئے جو چندے جمع کئے جا رہے ہیں ' اُنسے بھی زیادہ سود مند ہونگے -

الاخــــلاق

— * —

تمہید

مشرق کے علوم و فنون ' صنائع و تجارت ' معاشرت و سیاست ' مختصراً یہ ' کہ تمام مظاہر زندگی اصلاح طلب ہیں - اسلیے یہ صحیح ہے ' کہ مشرق کو کسی اصلاح سے استغناء نہیں - لیکن یہ ایک نا قابل انکار صداقت ہے ' کہ قوم میں مذہبی ' سیاسی ' اجتماعی ' وغیرہ وغیرہ گونہ گوں اصلاحات کا آغاز اسوقت تک کامیاب نہیں ہوتا ' جب تک کہ اسکے افراد میں ایک ایسا گروہ نہ موجود ہو ' جسمیں طول تفکر ' حسن تمیز ' اصابت راے ' اور جرأت اخلاقی ہو -

یہ گروہ عموماً نوجوانوں میں سے پیدا ہوتا ہے - کیونکہ انمیں بڑھاپے کی عافیت اندیشیوں کے بدلے جوانی کی ولولہ خیزیاں ہوتی ہیں ' جو ان کو حریت پرستی اور حق گوئی کی طرف بڑھاتی ہیں - اسلیے ایک مصلح کا فرض اولین نوجوانان قوم کی اخلاقی اور دماغی پرداخت ہے -

تعریف

جسطرح کہ سنگ چقماق میں آگ پوشیدہ ہے ' اسی طرح انسان میں گونہ گوں صدہا قوی پوشیدہ ہیں - ان قوی سے جب ابتداءً کام لیا جاتا ہے ' تو کسی قدر تعمد و تکلف کی ضرورت ہوتی ہے ' لیکن جب عرصہ تک برابر سلسلہ استعمال جاری رہتا ہے ' تو پھر انکی یہ حالت ہوجاتی ہے ' کہ انکے استعمال کے لیے قصد و ارادہ کی ضرورت نہیں رہتی ' بلکہ حسب موقع وہ از خود کار فرما ہونے لگتے ہیں - اور اگر بہت زیادہ عرصہ تک انکا استعمال جاری رہتا ہے ' تو وہ اسطرح جزو زندگی بنجاتے ہیں ' کہ ان سے علحدگی کے لئے نہ صرف اِرادہ کی ضرورت ہوتی ہے ' بلکہ تکلیف ہوتی ہے - جب انسان کسی قوت کے استعمال کا اس درجہ تک خوگر ہوجاتا ہے ' تو یہ خوگری عادت یا خلق کہلاتی ہے -

اخلاق کی شکل پذیری

تم نے بارہا دیکھا ہوگا ' ایک آہنی تار بالکل سیدھا تھا ' مگر جب کسی شے پر لپیٹا گیا ' تو اسکی بھی وہی شکل ہوگئی اور اگر زیادہ عرصہ تک لپٹا رہا ' تو وہ شکل تار میں اس درجہ راسخ ہوگئی ' کہ اسکا سیدھا کرنا دشوار ہوگیا - قوی اخلاقی کی بھی بعینہ یہ ہی حالت ہے - وہ ابتداءً بے شکل ہوتے ہیں ' لیکن جب عرصہ تک ایک مخصوص اسلوب پر استعمال کیے جاتے ہیں ' تو وہ ایک خاص شکل اختیار کرلیتے ہیں -

اقسام اخلاق

گو ہمارے زبان میں اخلاق کا استعمال اکثر اخلاق حسنہ ' بلکہ اخلاق حسنہ کی ایک خاص صنف یعنی خاطر مدارات کے معنی میں ہوتا ہے ' چنانچہ خوش اخلاق اس شخص کو کہتے ہیں ' جو ملاقات میں اعتناء و التفات کو کام فرماتا ہو ' مگر واقعہ یہ ہے ' کہ اخلاق کا دائرہ معانی اسقدر تنگ نہیں - اخلاق مجموعہ عادات کا نام ہے ' اگر عادات اچھے ہیں ' تو وہ شخص خوش اخلاق ہے ' اور اگر برے ہیں تو بد اخلاق ہے -

میں اسوقت اخلاق کی پیش پا افتادہ تقسیم حمیدہ و ذمیمہ سے گزر کے ' دو اور تقسیمیں بیان کرنا چاہتا ہوں -

(۱) اخلاق طبیعی ' یہ وہ اخلاق ہیں جو انسان اپنے ساتھہ لیکے پیدا ہوتا ہے ' انکا استیصال ناممکن ' مگر تقویت و تضعیف ممکن ہے ' تم نے دیکھا ہوگا ' بعض لڑکوں میں انکی صحبت کے عام اخلاق کے خلاف بعض عادتیں پائی جاتی ہیں ' یہ وہی عادات ہیں جن کو ہم فطری کہتے ہیں -

(۲) اخلاق کسبي - یہ وہ اخلاق ہیں ' جو انسان صحبت سے سیکھتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ اسمیں قریباً اتنے ہي جاگیر ہو جاتے ہیں' جتنے کہ اخلاق طبیعي راسخ ہوتے ہیں -

یہ تقسیم کانٹ کي تھي ' پروفیسر ڈیوي امریکي نے اخلاق کي حسب ذیل تقسیم کي ہے -

وہ اخلاق جنکا تعلق -

(۱) ادراک سے ہے -

(۲) جذبات سے ہے -

(۳) ارادہ سے ہے -

اخلاق متعلق بادراک وہ اخلاق ہیں' جن کے ذریعہ سے کذب و صدق' وہم و شک ' ظن و یقین' وغیرہ وغیرہ میں تمییز ہوتي ہے -

اخلاق متعلق بجذبات وہ اخلاق ہیں' جنکا تعلق جذبات سے ہے' جیسے حسن دوستي ' لذت پسندي ' وغیرہ وغیرہ -

اخلاق متعلق با رادہ وہ اخلاق ہیں' جنکا تعلق ارادہ سے ہے' جیسے صبر' استقلال' حلم ' وغیرہ وغیرہ -

سرچشمہاے اخلاق

انسان میں اخلاق کے تین سرچشمے ہیں :-

(۱) وراثت

(۲) موثرات

(۳) ارادہ

وراثت - عموماً بچہ جس شخص سے جسقدر قریب ہوتا ہے' اسیقدر اس سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے ' مثلا بچہ سب سے زیادہ والدین سے قریب ہوتا ہے' اسلیے وہ نسبتاً سب سے زیادہ والدین سے مشابہ ہوتا ہے - والدین کے بعد والدین کے والدین سے قریب ہوتا ہے' اسلیے تیسري یا چوتھي پشت کے لوگوں کي بنسبت ان سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے' وھلم جراً ' مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں بسا اوقات اسکے خلاف شہادتیں ملتي ہیں -

موثرات خارجیہ - اسکي دو قسمیں ہیں -

(۱) فضاء مادي' جیسے آب و ہوا' چنانچہ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے ' کہ معتدل ممالک کے لوگ عموماً راحت طلب' عیش پسند' اور کاہل ہوتے ہیں' لیکن غیر معتدل ممالک کے لوگ چُسْت و چربند' چست و چالاک' محنتي اور جفاکش' ہوتے ہیں - غیر معتدل ممالک میں گرم ممالک کے باشندے سریع الانفعال ہوتے ہیں - وہ جسقدر جلد خوش ہوتے ہیں - اسي قدر جلد ناراض ہوتے ہیں - سرد ممالک کے باشندے بطی الانفعال ہوتے ہیں' مگر جب متاثر ہو جاتے ہیں ' تو وہ تاثر پھر جلد زائل نہیں ہوتا وغیرہ وغیرہ -

(۲) فضاء اخلاقي - احباب' اصدقا' معلمین وبیک لفظ صحبت یا سوسائٹي -

اسپنسر کہتا ہے " کہ انسان اپنے والدین سے زیادہ اپنے ہمعیشوں سے مشابہ ہوتا ہے' صحبت کے اثر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے: ایک پیشے کے لوگوں میں بہت سے اخلاق مشترک ہوتے ہیں' بلکہ یہاں تک دیکھا گیا ہے' کہ اگر دو نہایت ہي قریب کے رشتہ دار دو مختلف پیشے کرتے ہوں' تو ان دونوں کے اخلاق باہم دیگر اس سے کم مشابہ ہوتے ' جتنے کہ دونوں کے اخلاق اپنے اپنے ہم پیشہ لوگوں سے مشابہ ہوتے ہیں" - ایک فرانسیسي مثل ہے "کہ تم اپنے ہم نشینوں کو مجھے بتا دو' میں تمھیں یہ بتا دونگا ' کہ تم کیسے ہو"

ارادہ - اخلاق کے دو سبب یعنے اسلاف اور صحبت (سوسائٹي) کا انتخاب انساني قدرت سے باہر ہے' لیکن تیسرا سبب یعني ارادہ اسکي قدرت میں ہے ' بیشک یہ مسلم ہے' کہ وراثت اور صحبت کا اثر نہایت سخت راسخ ہوتا ہے' مگر با این انسان کا ارادہ اگر قوي ہے' تو وہ اس اثر کو زائل کرسکتا ہے '

اگر ہم عبرت آموز نظر سے اشخاص کي زندگي کا مطالعہ کرینگے ' تو ہمکو بہت سے لوگ ملینگے' جنمیں انکے بزرگان خاندان اور انکي صحبت کے خلاف اخلاق موجود ہونگے - یہ بالکل بدیہي ہے کہ ان اخلاق کا سرچشمہ نہ وراثت ہوگي اور نہ صحبت ' اب جو چیز رہجاتي ہے ' وہ طبیعت کا میلان اور ارادے کي مساعدت ہے - پس یہي دو چیزیں انکا سرچشمہ ہونگي - اسي بناء پر علماء اخلاق کا یہ خیال ہے ' کہ انسان کا مستقبل وراثت اور صحبت سے زیادہ اسکے ارادے پر موقوف ہے - اس نظریہ کي مزید تائید اس واقعہ سے بھي ہوتي ہے ' کہ دنیا میں جتنے ارباب اخلاق پیدا ہوے ہیں ' وہ ایسي قوموں میں سے پیدا ہوے ہیں' جنکي اخلاقي حالت نہایت بدتر تھي' اور قطعاً ان میں سے اتنے بڑے ارباب اخلاق کے پیدا ہونے کي امید نہیں کي جا سکتي تھي -

ارادے کے مدارج مختلف ہیں' بعض اشخاص کا ارادہ فطرتاً نہایت قوي ہوتا ہے ' اور بعضوں کا کمزور' اور بعض کا متوسط درجہ کا -

جسطرح جسم ورزش اور نگہداشت سے بڑھتا ہے ' بعینہ یہ ہي حالت ارادے کي بھي ہے - اگر کوشش کیجائے تو ایک کمزور ارادہ قوي اور ایک قوي ارادہ قوي تر ہوسکتا ہے - بچپن میں تمام قوي انساني کا آغاز ظہور ہوتا ہے - اسوقت وہ ہر طرح کی تربیت قبول کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں - اسلیے ارادے کي تربیت اور تقویت کا بہترین زمانہ طفولیت کا زمانہ ہے - اسي لیے مغرب میں بچوں کو تیسرے یا چوتھے ہي برس سے استواري عزم و پختگي ارادہ کي تعلیم دیجاتی ہے -

اخلاق کي آراستگي

اخلاق کي ماہیت اور اسباب کے معلوم ہونے کے بعد اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے' کہ انکي آراستگي یا تہذیب کا کامیاب ترین ذریعہ کیا ہے ؟

قدرت نے انسان میں مختلف قوي ودیعت کیے ہیں' جنکي نشوونما کے لیے غذا اور ورزش کي ضرورت ہے - مگر جسطرح ' کہ ان قوي کے جوہر مختلف ہیں ' اسیطرح انکي غذا اور ورزش بھي مختلف ہے ' جسماني قوي کي غذا اور ورزش ماکولات و مشروبات او والعاب ریاضیہ (جمناسٹک) ہیں' مگر اخلاقي قوي کے لیے یہ چیزیں بیکار ہیں ' انکي غذا افکار عالیہ ' اور انکي ورزش زمانہ کي کشمکش ہے - جسطرح ' کہ ہر شخص کے جسم کے لیے ایک ہي قسم کي غذا اور ایک ہي نوعیت اور ایک ہي حد تک کي ورزش مفید نہیں' اسیطرح ہر شخص کے لیے ایک ہي نوعیت کے افکار عالیہ اور ایک ہي نوعیت و شدت کي کشمکش زمانہ مفید نہیں - اسلیے آراستگي اخلاق کے شائق کے لیے دو امر نہایت ضروري ہیں -

(۱) اخلاقي غذا کے لیے ایسے افکار کا انتخاب ' جو اسکی طبیعت کے مناسب ہوں

(۲) زندگي کی ان کشمکشوں سے اجتناب ' جو اسکي طبیعت کے غیر مناسب ہوں -

شرائط ترقي

جسطرح انسان کي جسماني ترقي کے لیے اسلاف کی صحت' آب و ہوا کي عمدگي ' قوي کے استعمال و تعطیل' میں اعتدال' حزن و مسرت میں توازن' وغیرہ وغیرہ شرائط ہیں ' اسیطرح اخلاقي ترقي کے لیے بھي چند شرائط ہیں -

اولین شرط والدین کے جسم وعقل کي تندرستي ہے -- مگر افسوس

کہ جسقدر یہ شرط مقدم ہے ' اسی قدر اسکی طرف سے غفلت کیجاتی ہے ' مائیں جو بچوں کے پالنے میں رات کو رات ' اور دن کو دن ' نہیں سمجھتیں ' اور باپ جو اولاد کی تعلیم و تربیت میں کسی چیز سے بھی دریغ نہیں کرتے ' عموماً اس نہایت اہم شرط سے چشم پوشی کرتے ہیں - وہ اپنی صحت لذائذ زندگی ' یا غفلت کی بدولت تباہ کر دیتے ہیں ' اور اسکا خمیازہ نہ صرف وہ خود کھینچتے ہیں ' بلکہ انکے بعد آنے والی نسلیں پشتہا پشت تک کھینچتی رہتی ہیں - یہ واقعہ ہے ' کہ ہزار ہا بچوں کی جسمانی ' دماغی ' اور اخلاقی کمزوری کے ذمہ دار انکے والدین کی کمزور ہے -

دوسری شرط حسن تربیت ہے ' بیشک یہ صحیح ہے ' کہ جوانی یا بڑھاپے میں اصلاح اخلاق محال نہیں ' لیکن قریب محال ضرور ہے ' کیونکہ انسان جسوقت پیدا ہوتا ہے ' اسوقت وہ ایک لوح سادہ ہوتا ہے ' وہ ہر قسم کے نقش قبول کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے ' لیکن جب ایک نقش کھنچ جاتا ہے ' تو اسکا مٹنا اکثر دشوار طلب اور کبھی نا ممکن ہو جاتا ہے ' اسلیے جو قوم چاہتی ہے ' کہ اسکی آیندہ نسلوں کی اخلاقی حالت عمدہ ہو ' اسکو چاہئے ' کہ اس سادہ لوح پر شروع ہی سے عمدہ نقش کھینچے - اسکے لئے اسکو حسب ذیل امور ملحوظ رکھنا چاہئیں -

(۱) ایسی فضاء کا انتخاب جو اخلاق رذیلہ کی سمیت سے محفوظ ہو -

(۲) اخلاقی قوی کا صحیح اندازہ ' تاکہ جو حصہ کمزور ہو ' اسکو خاص طور پر قوی کیا جاے -

(۳) مؤثر نظر کے لیے کوئی بلند شے پیش کرنا

(۴) افکار عالیہ کی تلقین -

(۵) روزانہ زندگی میں اصول اخلاق کا نفاذ -

حسب ذیل قوی کو خاص طور پر ابھارنا چاہیے

(۱) حقیقت پرستی -

(۲) جرأت اخلاقی -

(۳) استواری عزم -

ابتدائی تربیت اور مشرق

مشرق میں بچوں کی اخلاقی تربیت کا بہترین آلہ " قمچی " یا " تسمہ " سمجھا جاتا ہے - یہ نہایت سخت غلطی ہے - مارنے سے بجز اسکے کہ بچے کے دل میں معلم کی ہیبت اور اس عادت سے نفرت پیدا ہو ' اور کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا -

بچے کی اخلاقی تربیت کا صحیح ترین اصول یہ ہے ' کہ جس عادت سے باز رکھنا منظور ہو ' پہلے اسکے فوائد اور نقصانات اسکو سمجھائے جائیں ' اور اسکے بعد اسکے چال چلن کی نگرانی رکھی جاے ' فراموشی کے وقت اسکو یاد دہانی کیجاے ' یاد دہانی کے ساتھ بچے کو اسکے فوائد و مضار کی طرف متوجہ کیا جائے ' اس طرح بچہ بہت جلد خود بخود تعمیل حکم کرنے لگے گا -

بچے کی پہلی اخلاقی درسگاہ گھر ہے ' اور اسکے بعد مدرسہ کا نمبر ہے - مگر گھر میں صرف زمین تیار ہوتی ہے ' تخم پاشی درحقیقت مدرسہ میں آکے ہوتی ہے - اسلیے جسطرح زمین کے تیار کرنے میں سخت توجہ کی ضرورت ہے ' اسیطرح تخم پاشی اور اسکے آبیاری کے لیے بھی اعتناء شدید کی حاجت ہے - نصاب میں اخلاقی کتابوں کا داخل کرنا ' یا دارالخطابہ (لیکچر روم) میں اخلاقی تقریروں کا ہونا ' اسوقت تک مفید نہیں ہوسکتا ' جب تک کہ خود مدرس کی شخصیت با اخلاق نہ ہو - کتاب کے نقوش اور تقریروں کے ہوائی تموجات معلم ہیں ' مگر مردہ ' لیکن مدرس زندہ معلم ہے ' اور یہ ظاہر ہے ' کہ انسان پر جو ایک زندہ معلم کا اثر ہو سکتا ہے ' وہ ایک مردہ معلم کا نہیں ہو سکتا - پس اگر مدرس کی کتاب زندگی میں اخلاقی سبق نہیں ' تو محض نصاب کی کتابوں یا دار الخطابہ میں بلاغت کار تقریروں سے اخلاقی تربیت کی امید غلط امید ہے -

دیگر امور کی طرح یہ نکتہ بھی مغرب کے پیش نظر اور مشرق کے پس پشت ہے ' مغرب میں بچوں کے لیے مصنف ' معلم ' اور مربی زبردست شخصیت و علمیت کے لوگ ہوتے ہیں - مگر مشرق میں اسکے بالکل برعکس ہے موخرالذکر میں بچوں کی تعلیم و تربیت کم درجہ کا کام سمجھا جاتا ہے ' اسکو صرف وہ لوگ کرتے ہیں جو دیگر ذرائع سے معاش پیدا نہیں کرسکتے ' اسی کا نتیجہ ہے ' کہ مشرق کے فرزند اعلی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی مغرب کے فرزندوں سے اخلاق میں پیچھے رہتے ہیں -

---

بندوق کی متوالی آنکھ

—:*:—

مادہ پرستی کے دلپر نشانے

—:*:—

وقت آگیا ہے ' کہ زمانہ کے الحاد - دہریت اور خدا فراموشی کے خلاف اسلامی توحید کے ہتیار اٹھائیں جائیں - اسلیے میرٹھہ سے ایک ہفتہ وار اخبار توحید کے نام سے جاری کیا جائیگا - اخبار توحید ہندوستان بھر میں اپنی شان کا سب سے پہلا اخبار ہوگا - وہ ایمان و عرفان کی آسمانی آندھیاں لیکر آئیگا اور نئی تہذیب کے عقائد و تمدن کو گھاس کے تنکوں کی طرح اڑا کر ہندوستان سے صاف کریگا - اسمیں اردو ادب کے مستانہ مضامین ہونگے - تصویریں ہونگی - کارٹون شائع کئے جاینگے ' ملک کے اخبارات و رسائل پر بے باکانہ تنقید ہوگی - وہ نرم کو گرم اور گرم کو نرم بنائیگا - اسکی عبارت ایسی صاف اور آسان ہوگی کہ عورتیں اور بچے بھی سمجھہ سکیں - اسکے اڈیٹر ' نگران اور سرپرست مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی ہونگے - پہلا پرچہ خدا نے چاہا تو ۱۵ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ ع کو نکلیگا - اگر آپ یورپ کے دلدادہ ہیں ' تو ہرگز نہ منگائے ' ورنہ ایک آنہ کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ طلب کیجیے - سالانہ چندہ صرف ۳ روپیہ ہے - الہلال کا حوالہ دیجیے -

منیجر اخبار توحید لال کورتی میرٹھہ

مرض طاعون کی دوا

یہ دوا حفظ طاعون و مرض طاعون کے لیے بیحد مفید ہے - جن حضرات کو ضرورت ہو ذیل کے پتہ سے مفت طلب فرمائیں

سپرنٹنڈنٹ ادرہ شفا خانہ - لکھنو

الہلال کی ایجنسی

—*—

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں ' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جایئے -

مذاکرۂ علمیّہ

الحیاۃ

—:○*○:—

یورپ کی علمی شیفتگی اور شیفتگی کے ساتھ گونہ گوں مساعی کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، مختصراً یہ ہے، کہ وہ علم کے نشر و اشاعت اور توسیع و تقدم کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے، اس سلسلہ مساعی کا ایک حلقہ اسکے مجامع علمیہ ہیں -

ان مجامع کے سالانہ جلسے عموماً مختلف ممالک و امصار میں ہوتے ہیں - شرکاء جلسہ علمدوست اور مشاہیر علما ہوتے ہیں - ان صحبتوں میں تبادلہ افکار کے علاوہ، محاضرات (علمی تقریروں) کا ایک سلسلہ ہوتا ہے، جسمیں صاحب محاضرہ اپنی سال بھر کی کدو کاوش کے نتائج بیان کرتا ہے - یورپ کی تمام علم پرست اقوام میں اس قسم کے مجامع موجود ہیں، چنانچہ برطانوی قوم میں بھی اس قسم کا ایک مجمع ہے - سال گذشتہ اس مجمع کا جلسہ ۳۵ - برس کے بعد دوسرے بار بمقام ڈنڈی منعقد ہوا تھا - جلسہ کے صدر پروفیسر شیفر تھے، پروفیسر موصوف علم وظائف الاعضا کے مشہور عالم اور اڈنبرا یونیورسٹی میں اس فن کے پروفیسر ہیں -

پروفیسر موصوف نے اپنے خطبہ رئیسیہ (پریذیڈنشل اڈریس) کا موضوع "حیات" قرار دیا تھا - جسکا ایک حصہ آج شائع کیا جاتا ہے - "علم الحیات" فن دقیق، اور اردو کے لیے بالکل نیا ہے، اور فلسفیانہ اسلوب بیان اس پر مستزاد، خطبہ کو سریع الفہم بنانے کے لیے مجبوراً جابجا حذف و اثبات کرنا پڑا، اسلیے غالباً اس مضمون کی تعبیر ترجمہ کے بدلے اقتباس زیادہ موزوں ہوگی -

تعریف

حیات کیا شے ہے؟ ہرشخص کو اسکا علم یا ظن علم ہے، یا کم ازکم حیات کے معمولی اور واضح مظاہر کا علم ہے، اسلیے اکثر یہ خیال ہوتا ہے، کہ اسکی تعریف صحیح مشکل نہیں، مگر واقعہ یہ ہے، کہ اسکی تعریف میں بڑے بڑے ارباب اندیشہ سرگرداں ہیں -

اسپنسر نے تو اپنی کتاب (جو اس نے مبادی علم الحیات پر لکھی ہے) کے دو باب تعریف کے لیے وقف کر دیے، اور تمام سابق تعریفات پر بحث کرنے کے بعد ایک تیسری تعریف پیش کی، مگر آخر میں خودھی اعتراف کیا، کہ اس سے بھی حیات کی کوئی جامع و مانع تعریف نہیں ہو سکی -

حیات کی عامیانہ تعریف (جو اکثر اہل لغت لکھا کرتے ہیں) یہ ہے "کہ حیات زندوں کی حالت کا نام ہے" واسٹر نے کلوڈ برنارڈ کی پیروی میں حیات کی یہ تعریف کی "کہ حیات ان مظاہر کے مجموعہ کا نام ہے، جو تمام زندوں میں مشترک ہیں"

مگر یہ دونوں تعریفیں تو ایسی ہیں، کہ انکے نام سے تعریف کو شرم آتی ہے - میرا اسوقت یہ مقصد نہیں، کہ میں آپکا وقت ایک ایسی گرہ کی کشایش میں مشغول کروں، جسکے آگے اکابر فلاسفہ نے سپر ڈالدی ہے - خصوصاً اسلیے کہ علم کے تقدمات حدیثہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ زندہ اور غیر زندہ مادوں میں فرق اس سے کم واضح ہے، جتنا کہ ان تقدمات کے قبل سمجھا جاتا تھا، اسلیے اب حیات کی جامع و مانع تعریف اور بھی زیادہ مشکل ہوگئی ہے -

حیات کا ضد موت نہیں

اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ حیات کا ضد موت ہے، مگر یہ ایک شدید غلطی ہے، موت کا لفظ حیات سابقہ پر دلالت کرتا ہے، گو دلالت التزامی ہے، یعنی موت اسوقت ہوگی، جب کہ پہلے حیات ہو - علم وظائف الاعضا ہمیں بتاتا ہے، کہ موت کا شمار مظاہر حیات میں ہے، موت بھی زندگی کا ایک دور ہے، مگر آخری اور انتہائی -

اسکے علاوہ تضاد کے لئے احدالضدین کا وجود ہر حالت میں ضروری ہے، مگر ہم دیکھتے ہیں، کہ مثلا جمادات نہ زندہ ہیں اور نہ مردہ، اسلئے حیات کا شمار ان کلمات میں کرنا چاہیے، جو اضداد نہیں رکھتے -

ایک عالمگیر غلطی

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ "نفس" و "حیات" دونوں ایک ھی چیزیں ہیں، اس خیال کا منشا غالباً یہ ہے، کہ نفس کا تصور اسوقت تک نہیں ہوسکتا ہے، جب تک کہ اسکے ساتھ حیات کا تصور بھی نہ کیا جاے، اسکے علاوہ تصور نفس میں جسقدر ارتقاء ہوا ہے، وہ زندہ اجسام کے ترقی یافتہ ترین مظاہر حیات کے مطالعہ سے ہوا ہے -

گو یہ خیال عالمگیر ہے، مگر کسی خیال کا شیوع اسکی صحت کی دلیل نہیں، نفس و حیات میں کامل فرق ہے، اور یہ فرق اسوقت تک نہیں جا سکتا، جب تک کہ نفس کے معنی میں اس حد تک وسعت نہ پیدا کیجائے، جہاں پہنچکے "نفس" اپنے مابہ الامتیاز معانی سے محروم ہوجائے - یہ اسلئے، کہ جن مسائل کا تعلق "حیات" سے ہے، ضرور انکا تعلق مادہ سے بھی ہے، پس حیات کا وجود بمعنی علمی بغیر مادے کے نا ممکن ہے، اسکے علاوہ مظاہر حیات اور مظاہر مادہ کے طرق بحث ایک ھی ہیں -

مظاہر حیات کے نتیجہ بحث سے معلوم ہوتا ہے، کہ "حیات" پر بھی انھی قوانین کی حکومت ہے، جن کی حکومت جمادات پر ہے، جسقدر ہمارا مطالعہ مظاہر حیات عمیق ہوتا جاتا ہے، اسی قدر ہم اس نظریہ (تھیوری) کے اعتقاد سے قریب اور گذشتہ نظریہ یعنی، مخصوص مگر غیر معلوم اسباب کی طرف انتساب، سے دور ہوتے جاتے ہیں - پس اگر نفس و حیات دونو مرادف ہونگے، تو اسکے معنی یہ ہونگے، کہ مباحث نفس بھی مباحث مادہ سے اسی قدر قریب ہیں جسقدر کہ مباحث حیات قریب ہیں، حالانکہ ان دونوں علوم کے مباحث میں وہ نسبت ہے جو خط قطر کے دونوں کناروں میں ہے -

مظاہر حیات

حرکت — حرکت ذاتیہ حیات کا روشن ترین مظہر ہے - ہم ایک کتے کو چلتے یا پرندے کو اڑتے دیکھتے ہیں، تو ہم جان لیتے ہیں، کہ زندہ ہے، ہم خرد بین سے ایک قطرہ آب کو دیکھتے ہیں، تو اسمیں ہم کو بیشمار متحرک ذرے نظر آتے ہیں، یہ دیکھکے ہم کہہ اٹھتے ہیں، کہ یہ قطرہ ذی روح مادوں سے پر ہے - ہم خرد بین سے دیکھتے ہیں، ایک صاف مادہ ہے، اسکے بعض حصے ابھرے ہوے ہیں، یہ مادہ مختلف شکلیں بدلتا ہے، اسکے ابھرے ہوے حصے پھیلتے ہیں، یہ مادہ ایک طرف سے دوسری طرف حرکت کرتا ہے، پس ہم یقین کرتے ہیں، کہ یہ ذی روح ہے، اور اسکو ہم (امیبا لیماکس) اور اس حرکت کو حرکت امیبیہ کہتے ہیں -

ہم دیکھتے ہیں، کہ ہمارے اجسام کے خلایا اور خون کے سفید کروی ذرات ہمیشہ حرکت کرتے رہتے ہیں - ہم یہ بھی محسوس کرتے ہیں، کہ یہ حرکات اس سابق الذکر مادے کے حرکات سے ایک حد تک مشابہ ہیں اس تشابہ فی الحرکۃ سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں، کہ اجسام کے خلایا اور خون کے سفید کروی ذرات میں بھی حیات ہے - ہمارے نزدیک اس تشابہ سے اس سے زیادہ قرین عقل کوئی دوسرا نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا -

روح و غير ذ روح مادوں میں تشابه في الحركت

ليكن بعض علماء طبيعات بعض ايسے اجسام ميں' جو كسي حالت ميں بهي ذي روح تسليم نهيں كيے جا سكتے' ايسي حركتيں دكهاتے هيں' جو عموماً ذي روح مادوں ميں هوتي هيں - مثلاً روغن زيتون اور سيماب كے قطرات ميں وہ ايک قسم كي حركت دكهاتے هيں' جسكي نوعيت كسيطرح بهي ذي روح اجسام كي حركت كي نوعيت سے ممتاز نهيں هوتي هے' حالانكه اس ميں كوئي شک نهيں' كه مقدم الذكر كي حركت كيمياوي و طبيعي اسباب و علل كا نتيجه هے -

جنبش مژگان اور انقباض عضلات پر جب هم دقت نظر كے ساتهه بحث كرتے هيں' تو ان دونوں حركتوں اور حركت امبيه ميں تشابه كي ايسي صورتيں نظر آتي هيں' جن كی بنياد پر هم كو يقين هو جاتا هے' كه يه حركات حركت امبيه كے هم نوع هيں' اور يه كه انكي پيدايش بهي قريباً حركات امبيه كي طرح هوتي هے -

نتيجه تشابه

اس ميں كوئي شک نهيں' كه وہ مركب حركتيں جو ذي روح مادوں كي ما به الامتياز هيں' دفعةً پيدا نهيں هوئيں' بلكه اس بسيط حركت كي ترقي يافته صورت هيں' جسكا ظهور اكثر جمادات ميں بهي هوتا هے - مركب حركات كا آغاز' خواه ان حركات كي شكل ميں هوا هو' جنكو امبيا پيدا كرتي هے' يا ان حركات مژگان كي شكل ميں' جن كو نقاعيات يا خلايا هدبيه پيدا كرتي هيں' يا عضلات كے ان انقباضات كي شكل ميں' جو ارادے كے زير اثر پيدا هوتے هيں' يا قلب كے ان حركات كي شكل ميں' جو نفس كے انفعال و تاثر سے پيدا هوتے هيں - بهر نوع هم اس نتيجه كے نكالنے پر مجبور هيں' كه حركات مادہ كے عام قوانين كے تابع هيں' اور يه' كه انكا وجود ايسے اسباب كے ساتهه وابسته هے' جو حركت جمادات كے اسباب كے مشابه هيں -

تمثيل و عدم تمثيل

مگر ايک معترض يه كهسكتا هے' كه ممكن هے' كه وجوہ تشابه سطحي هوں - اور يه صرف امكان نهيں بلكه واقعه هے' چنانچه هم جب دقت نظر كے ساتهه ذي حيات مادوں كي طبيعت (نيچر) سے بحث كرتے هيں' تو هم كو ذي حيات مادوں ميں بعض ايسے امور ملتے هيں' جو غير ذي حيات مادوں ميں نهيں ملتے' مثلاً تمثيل' عدم تمثيل اور تحليل غذا -

ليكن يه اعتراض صحيح نهيں - جن امور كي طرف معترض اشارہ كرنا چاهتا هے' وہ ايسے حالات كا نتيجه هيں' جنكو حيات سے وابسته كرنے كا وهم بهي كسي فهميدہ دل ميں نهيں گذر سكتا - اسكي بهترين مثال سيال مادوں كے وہ تغيرات هيں' جسميں ايک جهلي درمياني پردہ بنكے باهم آميزي ميں حائل هوجاتي هے -

مظاهر كيمياوي

مادہ كي دو قسميں هيں' آليه' اور غير آليه - كچهه عرصے سے بعض لوگوں كا خيال هے' كه مادهائے آليه اور غير آليه كي كيميا باهم ديگر بالكل مختلف هوتي هے - مادهائے آليه اور غير آليه ميں حد فارق گذشته صدي كے اوسط تک تو نهايت واضح نظر آتي تهي' مگر اسكے بعد' علم نے جتنے قدم آگے ركهے' اتني هي وہ حد غامض هوتي گئي' اور هوتے هوتے يهاں تک نوبت پهنچي' كه اب بالكل غير محسوس هے - كل تک ذي روح مادوں كي كيميا علم الكيميا كے دائرہ بحث سے خارج سمجهي جاتي تهي' مگر آج وہ مادهائے آليه كي كيميا كي ايک شاخ هے' اور علماء حيات كے هاتهه سے نكلكے علماء كيميا كے هاتهه ميں جارهي هے -

(باقي آيندہ)

فهـــرست

زر اعانـــهٔ دولت عليهٔ اسلاميـــه

ان الله اشتري من المومنين انفسهم و اموالهم' بان لهم الجنة

(۱۷)

فهرست نام بزرگان موضع بيگون جنكي مجموعي رقم ۸ - ۲۱۲ بذريعه ولي محمد صاحب عباسي' ساكن وردے پور' وصول هوئي اور فهرست نمبر ۱۳ ميں شائع كي گئي -

	پائي	آنه	روپيه
امام بخش چوهان مومن بيگون	-	-	۱۰
كريم بخش اگوان	-	-	۲
علي محمد چاندنا	-	-	۱
الله بيلي اجميري	-	-	۵
احمد چوهان	-	-	۱
عمر مرتوال	-	-	۱
محمد مرتوال	-	-	۱
علي محمد خاكي	-	-	۱۵
رحيميا مرتوال	-	-	۲
عبد امرتوال	-	-	۳
نورالدين چوهان	-	-	۱
محمد بخش	-	-	۱
نورا كهيرا	-	-	۱
واحد گيدارت	-	-	۳
نورا مرتوال و مد چهنا	-	-	۲
قاسم هانسي وال	-	-	۲
يعقوب تبيم	-	-	۱
بخشا اجمري	-	-	۱
خدا بخش هانسي وال	-	-	۵
محمد سروارے	-	-	۲
نورا مرتوال مومن بيگون	-	۱۳	-
الله اكبر بالزي	-	-	۱
كريم بخش مله	-	-	۱
الله بخش مرتوال	-	-	۱
رمضو ولد اسمعيل چوهان	-	-	۱
واحد ولد قادر چوهان	-	-	۱
اله بخش ابكربه	-	-	۲
خدا بخش اجمري	-	-	۱
حسنا اجمري	-	-	۱
سبحان چوهان	-	-	۱
سليمان چوهان	-	-	۱
رضا علي يو بيه	-	-	۴
علاؤالدين چوهان	-	۱۳	۱
واصل چوهان	-	-	۱
محمد چوهان	-	-	۱
حسنا پدبار	-	-	۱
خواجو مرتوال	-	۸	-
راجو چوهان	-	-	۱
الله بخش اجمري	-	۸	-
الله بخش سوائي	-	-	۱
رمضو چوهان ولد نبي بخش	-	-	۱
قاسم مرتوال	-	-	۱
امير هانسي وال	-	-	۱
واصل ولد قادر چوهان	-	-	۱
وزير مسروازي	-	-	۱
احمد گيلاود	-	-	۱
رسول اجميري	-	-	۱
رمضو ولد فاضل چوهان	-	-	۱
واحد ولد فاضل چوها	-	-	۱
احمد ولد الله بخش چوهان	-	-	۱
الله ركها چهجي راز	-	-	۱

(باقي آيندہ)

ادبیات

—:*:—

خلافت فاروقی کا ایک واقعہ

عام الرمادہ کہتے ہیں، جسکو عرب میں لوگ * عہد خلافت عمری کا وہ سال تھا
اُس سال قحط عام تھا ایسا، کہ ملک میں * لوگوں کو بھوک پیاس سے جینا محال تھا
پانی کی ایک بوند نہ ٹپکی تھی ابر سے * ہر خاص و عام سخت پراگندہ حال تھا
اعراب کی بسر حشرات زمیں پہ تھی * سب اُٹھ گیا، جو فرق حرام و حلال تھا
تشویش سب سے بڑھ کے جناب عمر کو تھی * ہر دم اسیکی فکر، اسیکا خیال تھا
تدبیر لاکھ کی تھی، مگر رک سکا نہ قحط * گو انتظام ملک میں اُن کو کمال تھا
معمول تھا جناب عمر کا، کہ متصل * کرتے تھے گشت، رات کو سونا محال تھا
اکدن کا واقعہ ہے، کہ پہنچے جو دشت میں * کوسوں تلک زمیں پہ خیموں کا جال تھا
بچے بلکتے تھے، ایک ضعیفہ کی گود میں * جن میں کوئی بڑا تھا، کوئی خرد سال تھا
دیکھا جو اُسکو یہ، کہ پکاتی ہے کوئی چیز * جاتا رہا، جو طبع حزیں میں ملال تھا
سمجھے، کہ اب وہ ملک کی حالت نہیں رہی * کم ہو چلا ہے، قحط کا جو اشتعال تھا
پوچھا خود اُس سے جاکے، تو رونے لگی "کہ آہ! * کیا آپ کو خدا کا بھی یاں احتمال تھا؟
بچے یہ تین دن سے تڑپتے ہیں خاک پر * میں کیا کہوں زباں سے ان کا جو حال تھا
مجبور ہو کے، ان کے بہلنے کے واسطے * پانی چڑھا دیا ہے، یہ اُسکا ابال تھا
ان سے یہ کہدیا ہے "کہ اب مطمئن رہو * کھانا یہ پک رہا ہے، اسی کا خیال تھا"
بے اختیار رونے لگے حضرت عمر * بولے کہ "یہ میرے ہی کئے کا وبال تھا
جو کچھ کہ ہے، یہ سب ہے مری شامت عمل * از بس گناہ گار مرا بال بال تھا"
بازار جا کے لائے، سب اسباب آب و نان * جو زخم قحط کا سبب اندمال تھا
چولہے کے پاس بیٹھ کے، خود پھونکتے تھے آگ * چہرہ تمام، آگ کی گرمی سے لال تھا
بچوں نے پیٹ بھر کے جو کھایا، تو کھل اُٹھے * ایک ایک اب تو فرط خوشی سے نہال تھا
تھی وہ زن ضعیف، سراپا زبان شکر * یاں حضرت عمر کو وہی انفعال تھا
عہدہ عمر کو یہ جو ملا تعمہ سے چھین کر * جو کچھ کہ در رہا ہے یہ اُسکا وبال تھا

(شبلی نعمانی)

غزل

—:•:—

کیا ہے جسنے اس عالم کو قائم اُسکو کیا کہیے؟ * خرد خاموش ہے، اور دل یہ کہتا ہے "خدا کہیے"
اسی حسرت میں عمریں کٹ گئیں ارباب بینش کی * جسے اللہ کہیے اور کس کو ماسوا کہیے؟
یہ اُنکا اور کیا کم ہے، کہ میں بھی کچھ کہوں اُسے * مری حالت ہے اس کالج کے لڑکوں کو دعا کہیے
سرافرازی ہو اولٹوں کی، تو گردن کاٹیے اُنکی * اگر تسدید کی دن آئیے، تو فیض ارتقا کہیے
مری قرآن خوانی پر نہ ہوں یوں بدگماں حضرت * صحیح تفسیر بھی آتی ہے، اپنا مدعا کہیے

اکبر (الہ آبادی)

مراسلات

تلغراف خصوصي

الهلال كي مالي حالت

۱۵- فروري كو دس روپيه كا ايک مني آرڈر خدمت شريف ميں بهيجكر ساتهه هي ايک تفصيلي خط بهي لكها گيا تها - آج آپ كے كارڈ مورخه ۱۲ - فروري سے معلوم هوتا هے' كه همارا وه خط آپكو نهيں پهنچا - لهذا دس روپيه كے مني آرڈر بهيجنے كي غرض مكرر بيان كرتے هيں -

هندوستان كي اسلامي دنيا ميں (الهلال) كا وجود ايک نعمت غير مترقبه اور رحمت الهي سے كم نهيں - اسكي معنوي خوبيوں اور فضيلتوں كو ميں كيا كهوں ؟ تمام جهان جانتا هے - صرف ظاهري محاسن كا ذكر كرتا هوں - كاغذ ايسا عمده جو بڑي بڑي قيمت كي اردو كتابوں كو بهي نصيب نهيں - چهپائي نفيس و اعلے ' تصاوير سے مزين - غرض اخبار كي ظاهري خوبياں ديكهكر يقين كرنا پڑتا هے' كه سالانه چنده اصل لاگت كيليے بمشكل كفايت كرتا هوگا - ليكن ايک اور خصوصيت هے' جو الهلال كو ديگر اردو اخبارات سے ممتاز ثابت كرتي هے - يعني هر هفته وه خاص اور طولاني ٹيلي گرام ' جو پہلے صفحه ميں درج هوتا هے ' همارے خيال ميں گويا اخبار كي جان هے - ڈاكٹر مصباح الدين كي صداقت دلوں پر خاص طرح كا اثر كرتي هے - بلكه مرده دلوں ميں نئي روح پهونک ديتي هے - با اين همه اسميں ذرا بهي مبالغه نهيں هوتا - مسلمانوں كو خوش كرنے كيليے افراط و تفريط سے كام نهيں ليا جاتا - جو بيان هے ' واقعي

فكاهات

ليگ

مع

سوت ابل

ليگ كو " سلف گورنمنٹ " هے اب پيش نظر * للّه الحمد ' نه حل هو گئي ساري مشكل
اب يه بيجا هے شكايت ' كه وه آزاد نهيں * اب يه كهنا غلطي هے ' كه وه هے پا در گل
ملک كے جمله مسائل كي يهي هے بنياد * اور جو كچهه هے ' اسي چيز ميں هے سب شامل
ليگ نے حق طلبي ميں جو يه جرات كي هے * واقعه يه هے ' كه هے مدح و ثنا كے قابل
كچهه تو هے ليگ ميں جسنے يه كشش كي پيدا * آپ سے آپ جو كهنچتا هے ادهر دامن دل
ليگ والوں نے جو اسٹيج په كيں تقريريں * نزديک اس كے خيالات غلط ' سب باطل
اس دليري سے هر اک حرف ادا هوتا تها * بعض كهتے تهے كه " هے سوے ادب ميں داخل "
الغرض ليگ كے اور مجلس ملكي كے حدود * يوں ملے آكے بهم ' جيسے بحر سے ساحل

* * *

هاں تو اب عرض هے يه خدمت عالي ميں جناب * " كيجيے سلف گورنمنٹ كا مقصد حاصل
امتحانات سول كے ليے لندن كي يه قيد ' * هے يه رفتار ترقي كے ليے سخت مخل
يه جو پيمايش ارضي كا هے سي ساله رواج ' * ملک كے حق ميں هے يه زهر سے بڑهكر قاتل
جو مناصب كه ولايت كے ليے هيں مخصوص * آج ابناے وطن بهي تو هيں اسكے قابل
صيغهٔ فوج ميں تخفيف مصارف هے ضرور * سينهٔ ملک په افسوس ! كه بهاري هے يه سل "

* * *

ليگ نے سن كے يه سب ' مجهه سے به آهسته كها * " آپ سمجهے بهي كه اس لفظ كا كيا تها محمل ؟
همنے گو سلف گورنمنٹ كي خواهش كي تهي * شرط يه بهي تو لگا دي تهي كه هو " سوت ايبل "
آپ جو كهتے هيں ' وه هے حد ادراک سے دور * هم كو اس خواب پريشاں ميں نه كيجيے شامل
يه وه باتيں هيں ' جو مخصوص هيں يورپ كے ليے * آپ طے پہلے غلامي كي تو كر ليں منزل ! ! "

(وصاف)

جسکي بتدريج ديگر ذرائع سے تصديق هو جاتي هے - يه ايک ايسی خصوصيت هے' جو آجتک کسي اُردو رسالے کو نصيب نهيں هوئي اور سب سے پہلے الهــلال هي نے اسکي راه پيدا کی - هم دل سے چاهتے هيں ' که هر هفته اِن خاص تاروں کا سلسله جاري رهے - اب يه بات باقي رهي ' که آپ اخبار کي موجوده آب و تاب قايم رکهکر ايسے طــويل تاروں کا خرچ کب تک برداشت کرسکينگے ؟ بڑا ظــلم هو گا اگر ناظرين الهــلال اس معامله ميں آپکا هاتهه نه بٹائينگے - اسي غرض سے دس روپيه کي ناچيز رقم بذريعهٔ مني آرڈر بهيجکر سابق خط ميں هم نے آپ سے درخواست کي تهي' که الهلال کے ديگر ناظرين کو بهي اس معني کي ترغيب هونے کيليے آپ اس خط کو اخبار ميں درج کر ديں - کيونکه جو لوگ ان تاروں کو نهايت شوق اور دلچسپي سے ديکهتے هيں' يه اميد کيونکر نــه رکهي جاے ' که وه امر مبارک سلسله کے استحکام ميں امداد دينے کے متعلق بهي ويسي هي سرگرمي سے کام لينگے ــــ مگر معلوم هوا ' که همارا وه خط هي آپ کو نهيں پهونچا - آپ کا مخلص

حاجي محمد يوسف اينڈ کمپني (مدراس)

(الهــــلال)

اس لطف فرمائي کا شکرگذار هوں - جو خلوص اور سچي همدردي جناب کے خط کے هر لفظ سے ظاهر هوتي هے' يقين فرمائيے که حقير کيليے اصلي قدر و قيمت اُسي ميں هے - جنــاب نے الهــلال کي مالي حالت اور مصارف کي کثرت کا ذکر چهيڑ ديا ' ميں نے تو اسے مدت هوئي بهــلا ديا هے ' اور يه پڑهکر چپ هوگيا هوں که :

گل فشانند به بستر همه چوں عرفي و ' من
مشت خس چينم و بر بستر خراب اندازم

تلغرافات کے مصارف پر کيا موقوف هے ؟ ايک زخم هو ' تو آپکو مرهم بنانے کي زحمت دوں ' کس کس زخم پر پٹي باندهيے گا ؟ آغاز اشاعت سے اس وقت تــک اخبار کي مالي حالت کا جيسا کچهه حال رها هے ' وه دفتر کے لوگوں کے سوا اور کسي کو معلوم نهيں هو سکتا - ۱۲ - روپيه قيمت هــوتي ' جب بهي موجوده اشاعت کافي نه تهي ' چه جائيکه پچهلي شش ماهي ميں صدها خريداروں کے نام ۳ - روپيه ميں اخبار جاري کرديا گيا تها - ان امور پر اگر اپني نظر هوتي ' تو شايد اس سفر کي پهلي منزل سے بهي گذرنا محال تها - ابنائے عصر کا قاعده هے ' که هميشه کسي نه کسي عنوان سے اپني حالت پر ناظرين کو توجه دلاتے رهتے هيں ' اور اپنے ايثار اور بے غرضي کا زمانے کي توجه سے مقابله کرتے هيں ' مگــر اپنے تئيں کچهه يه شان دريوزه گري پســنــد نه آئي ' اور طبيعت نے گوارا نهيں کيا ' که اور بهت سي نغــاں سنجيوں کو چهوڑ کر اپني حالت کا ناله و فغاں شروع کردیں - گذشته جنوري کے آغاز ميں " فاتحهٔ جلد جديد " لکهتے هوے خيال هوا تها ' که دفتر کي مالي حالت کا نقشه هي کم از کم ناظرين کے آگے پيش کردیں ' که گو يه غم شخصي هے ' مگر کم ازکم اتنا ضرور هے ' که اغراض شخصي نهيں هيں ' مگر پهر دل نے کها ' که يه بهي رهي دوکانداري کا چبوتره هے ' گو اسپر بورياے قناعت بچها دي گئي هو - بهتر يه هے ' که سب کچهه اُسي کے اعتماد پر چهوڑ دو ' جسکے اعتماد پر يوں بهي اپنا سب کچهه چهوڑتا هوا هے : وعلى الله فليتوكل المومنون -

تلغرافات خصوصيه کا سلسله کئي ماه سے جاري هے - مصارف کا اندازه اس سے کر ليجيے ' که ڈيڑه روپيه في لفظ براه يورپ ترکي کے تاروں کي شرح اجرت هے - اور پهر بے شمار تار جو تحقيق و تفتيش حالات ' و تاکيد و طلب جوابات ميں يهاں سے بهيجے جاتے هيں ' انکا خرچ اسکے علاوه هے ' مگر آپ ملاحظه فرماتے هيں ' که آجتک کبهي الهلال ميں هم نے اتنا بهي نهيں لکها ' که يه کوئي اُسکي قابل ذکر خدمت هے ' يا ايک خصوصيت و مزيت هے - هم سمجهتے هيں ' که انسان کے ليے راه عمل صرف ايک هي هے ' اور کوئي نهيں ' يعنے کام کيے جاے ' اور نظر صرف اپنے فرض و عمل پر رکهے - اگر لوگ اُسکی کوئي قيمت محسوس کريں ' تو يه فضل و لطف هے ' نه کريں تو کوئی وجه شکايت نهيں - اپني نظر دنيا پر نهيں هے ' بلکه اپني نيت اور اپنے دل پر هے - جب تــک اپني نيت کي طرف سے اطمينان هے ' اس وقت تــک يقين هے ' که الهلال کے کاموں کي محافظت اور اسکے قيام و استحکام کي نگراني ميرے ذمے نهيں ' بلکه اُس کار فرماے حقيقي کے ذمے هے ' جسکا وعده هے ' که وه کام کرنے والوں کے کام کو کبهي ضائع نهيں کرتا (اني لااضيــع عمل عامل منكم من ذكر و انثى) پس خواه الهلال کے مصارف کتنے هي ناقابل برداشت هو جائيں ' ميري صحت و توانائي کتنا هی نا اميد کردے ' اور جمعيت خاطر و سکون و فرصت کي طرف سے خواه کتناهي مايوس هو جاوں ' تاهم ميرے ليے گهبراهت کي کوئي وجه نهيں - ميں مطمئن هوں ' اور اپنے کاموں کي طرف سے بے فکر و بے پروا - کشتي کو ڈبانے والا سمندر هے ' يا اسکی موجوں کو اُٹهانے والي هوا ' ليکن يه دونوں قوتيں جس فرما نفرماے قاهر کي تابع فرمان هيں ' جب وه ميرے ساتهه هے ' تو کشتي کے ڈوبنے کا کيا خوف ؟ من له المولى فلــه الكــــل !

مايفتــح اللــه لــلنــــاس	الله تعالى اپني رحمت کا دروازه
من رحمــة فــلا ممسـك	لوگوں کيليے کهول دے ' تو کوئي
لهـا ' ومـا يمسـك فــلا	اسکا بنـد کرنے والا نهيں ' اور
مرسـل لــه مــن بعـده '	اگر بند کردے ' تو کوئي نهيں
وهـــو العـزيــز الحكيـــم	جو پهر اُسے کهول سکے ' (۳۵ : ۲)

آپکے دس روپيه کي جو رقم بطور عطيه کے مرحمت فرمائي هے ' وه جناب کي جانب سے " زراعانهٔ دولت عليه " ميں شامل کردي گئي هے - الله تعالى اس لطف و نوازش کيلئے جناب کو جزاے خير عطا فرماے - سب سے بڑا عطيه ' جسکے ليے آپ سے اور نيز اپنے تمام لطف فرما احباب سے عاجزانه التجا کرتا هوں ' صرف يهي هے ' که اپني دعاؤں ميں اس خادم کو نه بهولائيں ' اور درگاه رب العزت ميں ملتجي هوں ' که ميري نيت اور مقاصد کو اس راه ميں استقــامت عطا فرماے ' اور وساوس و خطرات سے محفوظ رکهے ' که اصل کار يهي هے -

عربی